سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان | ۶ رمضان ۱۴۱۲ھ | ۱۲ امان ۱۳۷۱ہش | ۱۲ مارچ ۱۹۹۲ء

بیعتِ اولیٰ کے الفاظ جو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے خود اپنے قلم سے لکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں
جن میں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں
کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے
بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم
رکھوں گا اور میں اپنی گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی
چاہتا ہوں استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل
ذنب واتوب الیہ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی
ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

شبیہ مبارک سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام
(۱۸۳۵ء — تا — ۱۹۰۸ء)

"آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے اُن تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دِل اور پکے اِرادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عُمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دُنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدّم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر حتیّ الوسع کاربند رہوں گا۔ اور مَیں اپنے گذشتہ گناہوں کی خُدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔"

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۲ر امان ۱۳۷۱ ہش!

ایک نکھری ہُوئی سچّائی

۱۳
۲۰ فروری کے شمارہ میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی اُس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا جس میں آپ نے اپنے ہاں پیدا ہونے والے عظیم الشان موعود بیٹے کی بشارت دی تھی۔ جس کے مطابق وہ موعود بیٹا نہ صرف عین وقت پر پیدا ہُوا بلکہ بیان فرمودہ پیشگوئی کا ایک ایک حرف اس کے وجودِ باجُود سے پُورا ہُوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

آج کی اِس گفتگو میں ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اِس خوشخبری کے ساتھ ساتھ آپ کی ذُرّیّت و نسل کے کثرت سے ہونے اور تمام دیار و ممالک میں پھیلنے کی خبر دی تھی۔ اور ساتھ ہی فرمایا تھا کہ آپ کے جدّی بھائیوں کا سلسلۂ نسل منقطع ہو جائے گا۔ اور آئندہ آپ کے خاندان میں صرف اور صرف آپ کی نسل ہی کا سلسلہ دُنیا میں چلے گا۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعُود و مہدیٔ معہُود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں :-

"پھر خدائے کریم جلّ شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ — "تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پُوری کروں گا۔.... تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذُرّیّت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت دوں گا۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلے گی۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اگر رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

اِس سے قبل ۱۸۸۴ء میں تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا :-

يَنْقَطِعُ اٰبَاءُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم)

یعنی تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا اور ابتداء خاندان کی تجھ سے ہوگی۔

مذکورہ الہامات کی صداقت ایک صدی سے زائد عرصہ سے روزِ روشن کی طرح چمک رہی ہے۔ آج کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جدّی بھائیوں میں سے کسی کی اولاد موجود ہے۔ حضور کے چچازاد بھائیوں کے علاوہ آپ کے ایک سگے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی بھی کوئی اَولاد موجود نہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پہلی شادی سے جو دُو بیٹے پیدا ہوئے، اُن میں سے ایک بیٹے مرزا فضل احمد صاحب آپ پر ایمان نہ لائے اور لاولد فوت ہوئے۔ لیکن دوسرے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم جنہوں نے خلافتِ ثانیہ میں بیعت کی بفضلہٖ تعالےٰ ان کی اَولاد نہ صرف عین حیات ہے بلکہ اسلام و احمدیّت کی خدمت کی سعادت بھی انہیں مِل رہی ہے۔ یہ ایک ایسی نکھری ہوئی سچّائی ہے جس کو ایک موٹی عقل کا انسان بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام نعوذ باللّٰہ من ذٰلک جھُوٹے تھے اور اپنی طرف سے جھُوٹا الہام بناکر آپ نے خُدا تعالےٰ کی طرف منسُوب کیا تھا تو کیا خداوندِ قدیر کو یہ قدرت حاصل نہ تھی کہ وہ آپ کے جدّی بھائیوں کا سلسلۂ نسل تو بڑھاتا اور اس "جھُوٹے" انسان کے سلسلۂ نسل کو کاٹ کر پھینک دیتا۔ اور اس کے "بنائے ہوئے سلسلہ" کو ناکام و نامُراد کر دیتا۔

اللّٰہ تعالےٰ قرآن مجید میں اپنے راستباز بندوں کی معیارِ صداقت کو یُوں بیان فرماتا ہے :-

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ (الحاقّہ)

ترجمہ :- اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھُوٹا الہام منسُوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اُس کی رگِ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اُسے درمیان میں حائل ہو کر (خُدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی واضح طور پر ثابت کر رہی ہیں کہ خداوندِ ذوالجلال جھُوٹا الہام بنانے والے شخص کو نہ صرف اپنی گرفت میں لیتا ہے، بلکہ اُس کی رگِ جان کاٹ کر اُس کا کام تمام کر دیتا ہے۔ اُس کے سلسلہ کو نابُود کر دیتا ہے۔ اور پھر ایسے انسان کو دُنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ اِدھر ایک شخص جھُوٹا الہام بنا کر کہتا ہے کہ خُدا نے مجھے کہا ہے کہ میرے جدّی بھائیوں کی نسل کاٹی جائے گی۔ اور کثرت سے میری اَولاد ہوگی۔ اور برکاتِ دارین حاصِل کرے گی۔ اور اُدھر خدا کہتا ہے کہ جھُوٹا الہام بنانے والے کو مَیں کاٹ ڈالوں گا۔ اب دیکھئے نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ مُلہَم کا سلسلہ ایک سَو سال سے نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اور اس کی نسل کی تعداد اتنی ہے کہ بظاہر گنتی کرنا مُشکل ہے۔ اور آج اُس کے جدّی بھائیوں کی نسل اِس طور پر کاٹی گئی ہے کہ اُن کا نام و نشان تک نظر نہیں آتا۔ اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعُود و مہدیٔ معہُود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نعوذ باللّٰہ من ذٰلک جھوٹے ہیں تو قرآنِ مجید میں بیان فرمودہ اس معیارِ صداقت کا کیا بنے گا؟ پھر تو خدا کی قُدرت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے اور قرآن بھی ہاتھوں سے جائے گا۔ بصُورتِ دیگر آپ کی صداقت کو تسلیم کئے بغیر اور آپؑ کی بَیعت و اطاعت کو قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا ؎

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نِکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

(مُنیر احمد خادم)

اخبارِ احمدیّہؐ

● — بفضلہٖ تعالیٰ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للّٰہ۔ احبابِ کرام اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر و خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں نمایاں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

● — قادیان ۸ر مارچ : محترمہ سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ مدّظلّہا العالی حرم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللّٰہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں لندن سے آمدہ فیکس ۳/۳/۹۲ کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ مورخہ ۲۷ر فروری کو محترمہ سیّدہ بیگم صاحبہ کے خون میں صفرا کے بڑھتے ہوئے مادہ کو نکالنے کی خاطر ایک چھوٹا اپریشن کیا گیا۔ خدا کے فضل سے یہ اپریشن کامیاب رہا۔ ڈاکٹروں نے نالی ڈال کر جگر اور انتڑیوں کو اس طرح مِلا دیا ہے کہ جگر میں صفرا اکٹھا نہ ہو۔ اس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے یرقان میں فرق پڑنا شروع ہُوا ہے۔ اصل بیماری کا علاج ساتھ ساتھ جاری ہے۔ ابھی تک اصل بیماری میں کمی کے کوئی مثبت آثار سامنے نہیں آئے۔ جس کی وجہ سے تشویش بدستور ہے۔ احبابِ کرام سے رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں پُرخلوص دردمندانہ دُعائیں التزام سے جاری رکھنے کی درخواست کی جاتی ہے۔

بعثتِ مسیح موعودؑ کی غرض!

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خُدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا :-

"اُٹھ کہ مَیں نے تجھے اِس زمانہ میں اِسلام کی حُجّت پُوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچّائیوں کو دُنیا میں پھیلانے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۴۰۹)

... پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر :- نگران بورڈ بدر قادیان۔

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے

(۱)

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں، کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح صفحہ ۲۱-۲۲)

(۲)

"اے سُننے والو! سُنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اِس زمانہ میں وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔ ...... جس کا کوئی ہم صفات نہیں۔ اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے ...... وہ سب سے اُوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامدِ حقّہ کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدأ ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک مُلک کا اور متّصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اِس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اُسی کی عبادت کریں۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۲۰ الوصیت صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع شان

(۱)

"وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نُور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں ..... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبیٔ اُمّی، صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۲)

(۲)

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درُود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اُس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اُس کی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دُنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خُدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اُس کے دِل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی۔ اور اُس کی مُرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

(۳)

"اور میرے لئے اِس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الورٰی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اُس کی پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اِس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دِل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے۔ یعنی دِل سے دُنیا کی محبت نکل جاتی ہے۔ اور دِل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبّتِ الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴-۶۵)

قرآنِ مجید الٰہی کلام ہے!

"آج رُوئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقانِ مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کے اُصولِ نجات کے بالکل راستی اور وضعِ فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہینِ قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزشِ شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلّی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیمِ الٰہی اور کمالاتِ حضرتِ عزّت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے۔ جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جنابِ الٰہی سے بھرا ہُوا ہے۔ اور کسی طرح کا دھبّہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری پر نہیں لگاتا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم نہیں کرانا چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اِس کی صداقت کی وجوہات پہلے دِکھلا دیتا ہے۔ اور ہر ایک مطلب اور مدّعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر ایک اصول کی حقیقت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبۂ یقینِ کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں اُن تمام مفاسد کو روشن براہین سے دُور کرتا ہے۔ اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو اِنسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آجکل پھیلا ہُوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے۔ گویا احکامِ قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائیٔ دل اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۸۱-۸۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

چند ایمان افروز منظومات

حمدِ ربّ العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدءُ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بےکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں !!
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
تُو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
کیا عجب تُو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

(۲)

حمد و ثنا اُسی کو جو ذاتِ جاودانی — ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی — دل میں مرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اس کی عظمت — لرزاں ہیں اہلِ قربت کرّوبیوں پہ ہیبت
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکرِ نعمت — ہم سب ہیں اس کی صنعت اُس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا اُلفت کب چاہے اُس کی غیرت — یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

فضائلِ قرآنِ مجید

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے — قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا — بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں — نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو — وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی !
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

(۲)

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا !
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم

زندگی بخش جامِ احمد ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے
باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا — میرا بستاں کلامِ احمد ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو !
اس سے بہتر غلامِ احمد ہے

(۲)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی، وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے سب اس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

شانِ اسلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا — کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے — ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

(۲)

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اس کو دیکھیں — ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھیں بھالیں — آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے — ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے
دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت — پی لو تم اس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

خطبہ جمعہ

آئندہ صدی سب کی تمام ہندوستانی جماعتوں پر قادیان کی عظمت کے بحال ہونے اور عالمی جماعت کے لئے ایک کام کی اہمیت

قادیان کو تو ساری دنیا میں علم کا مرکز بننا ہے اور خدا نے اس کام کیلئے اسے چن رکھا ہے

آئندہ قادیان اور ہندوستان کی مخصوص جماعتوں کیلئے جو بھی خدمتیں کرنی ہوں ان کیلئے ترغیب رستہ وقف جدید کے چندہ کا رستہ ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴ صلح (جنوری) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ :- محترم منیر احمد صاحب جاوید دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ حسب دستور اپنی ذمہ داری پر شائع کرنیکی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

اور پھر فرمایا

پیشتر اس سے کہ میں خطبہ کا مضمون شروع کروں جو دوست مسجد میں حاضر ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر ذرا آگے کھسک آئیں کیونکہ باہر سردی زیادہ ہے اور بہت سے دوست باہر سردی میں بیٹھے ہوں گے نماز کے لئے اگر ان کو باہر جانا پڑے تو دوبارہ جا سکتے ہیں۔ یا پھر اعلان کروا دیا جائے یا دوست کچھ دیر رہتے ہوں گے بہر حال جو بھی باہر سردی میں مشکل محسوس کرتے ہوں گے وہ اندر تشریف لے آئیں۔ امید ہے کچھ نہ کچھ جگہ نکل آئے گی۔ (حضور انور نے حاضرین کو آگے آگے ہونے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا) اور آگے آ جائیے۔ آپ ذرا آگے کی طرف سرکیں تو قریب آ جائیں مسجد میں گنجائش نکل آئی ہے۔ نماز کے لئے ضرورت ہو گی تو چند منٹوں کے لئے وہ نماز کے لئے باہر تشریف لے جائیں۔ باقی خطبہ اندر آ کر سن سکتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۴ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان فقراء کے لئے یہ خرچ ہیں اور یہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے جو خدا کی راہ میں گھیرے میں آ گئے اور ایسے گھیرے میں ہیں کہ جس کے نتیجے میں باہر نکل کر کسب معاش ان کے لئے ممکن نہیں اور وہ زمین میں کھلا پھر نہیں سکتے۔ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں جا نہیں سکتے۔ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ جاہل ان کو امیر سمجھتا ہے۔ بے ضرورت سمجھتا ہے۔ مِنَ التَّعَفُّفِ۔ کیونکہ انہیں مانگنے کی عادت نہیں کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم! تو ان کی علامتوں سے جو ان کے چہرے پر ظاہر ہیں، ان کی پیشانیوں پر ظاہر ہیں ان سے ان کو پہچانتا ہے لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔ وہ پیچھے پڑ کر لوگوں سے مانگتے نہیں ہیں۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ اور جو کچھ بھی تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ مال دیتے ہو۔ خیر سے مراد یہاں مال ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ اسے بہت جانتا ہے۔

یہ آیت اور اس سے پہلے کی جو آیات ہیں جن میں صدقات کا مضمون بیان ہوا ہے، تمام اہل تفسیر کے نزدیک

اصحاب الصفہ پر اطلاق پانے والی آیات

ہیں۔ اصحاب الصفہ وہ مہاجرین تھے جو مسجد نبوی میں ایک چبوترے پر زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ اصحاب الصفہ کی جو تعداد ہے اس میں بھی اختلافات ہیں۔ لیکن بالعموم جو مستند روایات ہیں مثلاً بخاری میں بھی ستر کا ذکر ہے کہ کم و بیش ستر اصحاب الصفہ تھے جو دن رات مسجد نبوی میں ہی رہائش پذیر تھے۔ ان کا پس منظر یہ ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف آنا شروع ہوئے تو ان کے لئے گزر اوقات کی کوئی صورت نہیں تھی۔ مسجد میں جب ایک گروہ اکٹھا ہو جاتا تھا تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ اعلان فرمایا کرتے تھے کہ جس گھر دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے۔ اس طرح یہ مہاجرین مختلف گھروں میں بٹتے رہے لیکن کچھ ایسے تھے جن کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی وہ رفتہ رفتہ ... اور انکی تعداد بڑھتے بڑھتے ستر یا بعض کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہو گئی شان نزول اصحاب الصفہ ہیں لیکن قرآن کریم کی آیات کو کسی شان نزول کی حدود میں محصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ دائمی کلام ہے اور تمام عالم پر اثر انداز ہے اس لئے شان نزول تک قرآن کریم کی آیات کے مضامین کو محدود کرنا یہ خود محدود عقل کی علامت ہے اور قرآن کریم کی شان کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں بعض لوگ یہ رجحان رکھتے ہیں کہ شان نزول بیان کی اور معاملے کو وہیں ختم کر دیا گویا کہ ہر آیت اپنی شان نزول کے ساتھ مقید ہو کر ماضی کا حصہ بن چکی ہے یہ درست نہیں ہے۔ شان نزول کچھ بھی ہو آیات اپنے اندر اس بات کی قوی گواہی رکھتی ہیں کہ ان کا اطلاق وسیع تر ہے اور آئندہ آنے والے زمانوں پر بھی ہوتا چلا جائے گا۔ مثلاً یہی آیت جس میں یہ ذکر ہے کہ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ کہ جاہل ان کو تعفف کی وجہ سے غنی شمار کرتا ہے۔

اب جہاں تک اصحاب الصفہ کا تعلق ہے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ہو سکتا تھا جو اصحاب الصفہ کو غنی شمار کرتا ہو کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ہم میں سے اکثر کے پاس تو چادر بھی نہیں تھی جس کو اوڑھ لیتے اور کھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا، رات کو کوئی دوست کھانا پیش کر دیتے تھے۔ صبح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آ کر ہمارا حال دریافت فرماتے اور پوچھا کرتے کہ کچھ کھانے کو ملا یا نہیں اور اس پر ہم عرض کرتے کہ یا رسول اللہ کچھ ملا تو بہت خوش ہوتے۔ خدا کا شکر ادا کرتے کہ الحمد للہ خدا کی راہ میں فقیروں کو کچھ کھانے کو مل گیا۔

یہ کیفیت جن لوگوں کی ہو ان کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ کوئی بھی جاہل خواہ کیسا بھی جاہل کیوں نہ ہو ان کو امیر سمجھتا تھا اور صاحب نہیں سمجھتا تھا یہ بالکل غلط بات ہے اس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ پھر اگلی بات یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ تو ان کے چہروں کی علامتوں سے ان کو پہچانتا ہے۔ اصحاب الصفہ کو تو مہر ...

کی علامتوں سے پہچاننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ سب سامنے تھے۔ ان کا حال ظاہر و باہر تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دن رات ان کی نگرانی فرمایا کرتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کو پہچاننے کی ضرورت ہو۔ یہ شانِ نزول تو یقیناً اصحاب الصفہ ہی ہوں گے جیسا کہ روایات میں بیان ہوا ہے لیکن تمام مسلمان سوسائٹی میں خدا کے ایسے بہت سے بندے تھے جن کے رزق کی راہیں تنگ ہو چکی تھیں اور جو عام روزمرہ کی زندگی میں اپنی غربت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جس کو دو تین کھجوریں میسر آجائیں یا دو لقمے میسر آجائیں بلکہ مسکین وہ ہے جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ گزارا کرتا ہے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ اپنی ضرورتوں کو دوسروں پر ظاہر نہیں کرتا۔ پس اصحاب الصفہ تو اپنے حالات کی وجہ سے ظاہر ہو کر سامنے آچکے تھے کچھ آیات کا مضمون ان پر ان معنوں میں تو ضرور صادق آتا ہے کہ شدید غربت کے باوجود ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے اور فاقوں کے باوجود کسی سے مانگتے نہیں تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت بارہا آپ نے سنی ہوگی اور بارہا سنائی بھی جائے تو وہ کبھی پرانی نہیں ہوتی کہ ایک دفعہ فاقوں سے بے ہوش ہو گئے اور لوگ سمجھے کہ مرگی کا دورہ ہے چنانچہ جوتیاں سنگھانے لگے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کو ہوش میں لانے کے لئے تھپڑ بھی مارے گئے اور لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ مرگی کا دورہ ہے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ میں فاقوں کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا تو جن کی یہ کیفیت ہے ان کا خواہ وہ اصحاب الصفہ میں تھے یا باہر تھے۔ اس وقت تھے یا آئندہ آنے والے تھے ان سب پر ان آیات کا مضمون اطلاق پاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ (سورۃ البقرہ: ۲۷۴) کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں گھیرے میں آگئے اور ان کا باہر جانا ممکن نہیں تھا۔ بعض مفسرین مثلاً قرطبی نے یہ لکھا ہے کہ مراد یہ تھی کہ وہ روزی کمانے کے لئے باہر نہیں جا سکتے تھے کیونکہ اردگرد حالات خراب تھے۔ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ اصحاب صفہ کے علاوہ اور مسلمان بھی سارے مدینہ میں بس رہے تھے۔ وہ جب باہر جا سکتے تھے اور کما سکتے تھے تو صرف اصحاب الصفہ پر ہی کیا قیامت آپڑی تھی کہ وہ باہر نہیں جا سکتے تھے۔ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ جسمانی لحاظ سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے کیونکہ ایک اور روایت بھی اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہے۔ جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ بہتر ہے۔ جس کو دیا جائے اس کی نسبت جو ہاتھ دینے والا ہے وہ بہتر ہے۔ اس قسم کی نصائح کے اثر کے نتیجہ میں اصحاب الصفہ کے متعلق آتا ہے کہ یہ جنگلوں میں لکڑیاں کاٹنے کے لئے چلے جایا کرتے تھے اور جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور وہاں بیچ کر جو کچھ ملتا خود غربت کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے تو اس لئے یہ خیال کہ باہر کا ماحول ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا تھا یہ درست نہیں ہے۔ ان پر کچھ اور قیود تھیں اور وہ قیود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت کی قیود تھیں۔ یہ آنحضرتؐ کا دامن چھوڑ کر باہر جانا نہیں چاہتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تو یہیں رہیں گے۔ اسی مسجد میں رہیں گے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے گزارش کی کہ یا رسول اللہؐ ان کو حکم دیں کہ یہ بھی باہر نکل کر کام کریں

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں، کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ

حضرت ابوہریرہؓ سے سوال کیا گیا

کہ تم کیوں نہیں باہر نکلتے تو انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میری بہت سی عمر کا ایک بڑا حصہ جہالت میں ضائع ہو گیا۔ اب تھوڑی زندگی کے باقی دن ہیں میں نہیں چاہتا کہ ایک لمحہ بھی ایسا آئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم باہر تشریف لائیں اور میں دیکھ نہ سکوں یا آپ کی باتیں نہ سن سکوں تو یہ محبت کے قیدی تھے۔ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ سے مراد یہ ہے کہ بہت اعلیٰ مقصد کے لئے اللہ کی راہ میں خود قیدی بن کر بیٹھ رہے تھے ورنہ جس طرح مدینہ میں بسنے والے باقی

انصار اور مہاجرین کے لئے زمین کھلی تھی اور وہ اپنی کمائی کی خاطر جب چاہیں جہاں چاہیں جا سکتے تھے اس طرح ان پر بھی تو کوئی قید نہیں تھی۔ یہ مضمون ہے یہ اس زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ قادیان کے احمدی باشندوں پر صادق آتا ہے۔ ان کے متعلق بھی جو مضمون میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ غربت اور تنگی اور مشکلات کا دور گزرا ہے۔ یہ جسمانی قید تو کوئی نہیں تھی کہ جس کے نتیجہ میں وہ ان مشکلات کے دور میں سے گزرے اور آج تک گزر رہے ہیں بلکہ محض ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر خود اپنے آپ کو انہوں نے محصور کر رکھا ہے اور وہ مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دار کی حفاظت ہے اور قادیان کی مقدس بستی کو ہمیشہ آباد رکھنے کا عزم ہے۔

پس ایک اصحاب الصفہ وہ تھے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں تھے۔ کچھ وہ تھے جو مدینہ میں بستے تھے۔ محمد رسول اللہؐ ان کو پہچانتے تھے اور باقی سب کو دکھائی نہیں بھی دیتے تھے کیونکہ وہ سائل نہیں تھے مانگنے کے عادی نہیں تھے۔ عزت دار لوگ تھے اور ایک وہ بھی ہیں جو آخرین میں پیدا ہوئے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں پیدا ہوئے اور وہ اصحاب الصفہ خاص طور پر آج قادیان میں بسنے والے درویش ہیں۔

درویش کی اصطلاح تو اب انہوں نے ان لوگوں کے لئے مخصوص کر لی ہے جو قادیان سے ہجرت کے دوران وہاں ٹھہرے تھے لیکن میں جب درویش کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ وہ سارے جو قادیان کی عزت اور اس کے تقدس کی خاطر قربانی کی روح کے ساتھ قادیان آبسے۔ یہ سارے درویشان قادیان ہی ہیں اور ان پر اصحاب الصفہ کا اور ان آیات کا مضمون بہت عمدگی سے صادق آتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فیوض میں سے ایک فیض قرآن کریم میں یہ بھی بیان ہوا کہ وہ آخرین کو اولین سے ملانے والا ہے یعنی ان کے غلاموں میں سے ایک ایسا پیدا ہوگا جو دورِ آخرین میں بسنے والے محمد مصطفیٰؐ کے غلاموں کو اول دور میں پیدا ہونے والے غلاموں کا ہم عصر کر دے گا۔ ان کا ساتھی بنا دے گا۔ پس قادیان کے درویش بھی انہی ساتھیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ۱۳۰۰ سے لے کر ۱۴۰۰ سال تک کے زمانے کی خلیج پاٹ دی اور خدا کے فضل سے اولین میں شمار ہوئے۔

ان کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بہت سی ایسی تجویزیں ہیں جو میرے زیرِ غور ہیں اور جن کے متعلق مختصراً مختلف وقتوں میں قادیان میں بھی میں جماعت کے سامنے گزارش کرتا رہا ہوں۔ پچھلے خطبہ میں بھی میں نے کچھ بیان کیا تھا۔ اب اسی مضمون کو کچھ اور آگے بڑھا کر جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ کس رنگ میں ہمیں قادیان کے ان درویشوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ کیونکہ ان کا ہم پر احسان ہے۔ ہمارا ان پر احسان نہیں ہوگا اگر ہم ان کی خاطر کچھ کریں۔

وہ صحابی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ! آپ اصحاب الصفہ کو حکم کیوں نہیں دیتے کہ یہ باہر نکل جائیں۔ اس کا ایک بھائی اصحاب الصفہ میں شامل تھا خود باہر نکلتا تھا اور کماتا تھا اور اچھا کھاتا پیتا تھا۔ اس کے ذہن میں دراصل خاص طور پر اپنا بھائی تھا کہ یہ بھی ہاتھ پاؤں کا ٹھیک ٹھاک ہے۔ یہ کیوں پاگلوں کی طرح یہاں بیٹھ رہا ہے۔ کہتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس کو حکم دیں تو یہ بھی باہر نکلے۔ اس کے جواب میں جو بات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی جس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ تم نہیں اس کا حال جانتے وہ یہ بات تھی کہ بعض دفعہ خدا بعضوں کی وجہ سے دوسروں کو رزق عطا کرتا ہے اور تمہیں کیا پتہ کہ تمہیں جو رزق مل رہا ہے وہ اس کی برکت سے مل رہا ہو۔ یہ ان کے وہ چھپے ہوئے حال تھے جن کا ایک ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس جواب میں کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ

قادیان کے درویشوں کی برکت

بھی اسی طرح سب دنیا کی جماعتوں کے اموال میں شامل ہو چکی ہے۔ ان کی سہولتوں اور ان کی آسائشوں میں شامل ہو چکی ہے۔ وہ لوگ جو شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں ان کی برکتیں پھیلتی ہیں اور ہم اگر ان کی خاطر کچھ کریں گے تو ان پر احسان کے طور پر نہیں بلکہ ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش میں کچھ کریں گے اگر ان کی برکت سے خدا تعالیٰ نے ہمیں مثلاً وسیع

ارزق خطا نہ بھی کیا ہو تب بھی ان کا حق ہے کہ وہ ساری جماعت کی خاطر ایک فرض تھا پورا کر رہے ہوئے قادیان میں بیٹھ رہے اور انہوں نے بہت ہی عظیم خدمت سرانجام دی ہے لیکن جیسا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی حدیث بیان کی ہے اس میں ادنیٰ سا بھی شک نہیں کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی خاطر اسیر ہو جاتے ہیں جیسا کہ پاکستان میں اسیر ہیں ان کو باہر نکلنے کی اس لئے طاقت نہیں کہ زنجیروں نے باندھ رکھا ہے یا جیل خانہ کی دیواریں حائل ہیں یا وہ گیٹ حائل ہیں جن میں سلاخیں جڑی ہوئی ہیں۔ وہ بھی اصحاب الصفہ کی ایک قسم ہیں اور قادیان کے دو درویش منصوصیت سے ما تحت جن پر ظاہری پابندیاں کوئی نہیں ہیں۔ کوئی زنجیریں ان کے پاؤں باندھنے والی نہیں ہیں۔ کوئی ہتھکڑیاں اُن کے ہاتھوں کو جکڑنے والی نہیں لیکن ایک فرض کی ادائیگی کے طور پر، ایک اعلیٰ مقصد کی خاطر قربانی کرتے ہوئے وہ نسلاً بعد نسلٍ قادیان کے ہو رہے ہیں۔ ان کا حق ہے اور ان کے حقوق ہمارے اموال میں داخل ہیں اور ہماری سہولتوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو قرآن کریم نے ایک دوسری جگہ بیان فرمایا ہے۔ جہاں فرمایا۔ وَفِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ کہ جو لوگ امیر ہیں کھاتے پیتے ہیں۔ جن کو آسائش عطا ہوئی ہیں ان کے اموال میں سائل کے حق بھی ہیں اور محروم کے حق بھی ہیں۔ محروم سے یہاں مراد وہ مسکین ہے جس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمائی اور یہ تعریف اصحاب الصفہ کے ضمن میں بیان ہوئی تھی۔ پس قادیان والے سائل تو نہیں ہیں لیکن بہت سے خاندان محرومین میں داخل ہیں۔ ان کے لئے جو تحائف جماعت نے بھجوائے ہیں بہت ہی اچھا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سے بہت فوائد حاصل ہوئے لیکن یہ ایسا کام ہے جو مستقلاً باقاعدہ منصوبے کے تحت کرنے والا کام ہے۔

وقفِ جدید کا میں نے جو نیا اعلان کیا تھا کہ وقفِ جدید کو باہر کی دنیا میں بھی عام کر دیا جائے صرف پاکستان تک محدود نہ کیا جائے اُس سے اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس میں اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر تھی کہ قادیان اور ہندوستان کی خصوصی جماعتوں کے سلسلے ہمیں باہر سے بہت کچھ کرنا تھا اور اگر یہ تحریک نہ ہوتی تو بہت سے ایسے اہم کام جو سرانجام دینے کی توفیق ملی ہے ان سے ہم محروم رہتے۔ پس اسی کے لئے جہاں تک چندوں کا تعلق ہے میں کوئی اور خصوصی تحریک نہیں کرنا چاہتا۔

وقفِ جدید کی تحریک کو آپ مزید تقویت دیں

اس وقت تک وقفِ جدید بیرون میں تقریباً ایک لاکھ کے وعدے ہو چکے ہیں اور وقفِ جدید کا قادیان سے یا ہندوستان کی جماعتوں سے جو گہرا تعلق ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارے کی صورت میں اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ میں نے قادیان میں جلسے کے دوران پڑھا جانے والے جمعہ میں یہ بیان کیا تھا کہ جب وقفِ جدید کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ربوہ میں پہلا خطبہ دیا ہے تو وہ ۲۷ دسمبر تھی اور جلسہ کا درمیانی دن تھا اور قادیان میں اب جب یہ جلسہ ہوا تو جلسہ کے عین درمیان میں جمعہ آیا اور وہ ۲۷ دسمبر کا دن تھا اور اسی دن وقفِ جدید کا مجھے بھی اعلان کرنا تھا کیونکہ دستور یہی ہے کہ سال کے آخری جمعہ میں اعلان کیا جاتا ہے تو اس وقت میری توجہ اس طرف مبذول کروائی گئی کہ یہ توارد کوئی خاص معنی رکھتا ہے۔ پس یقیناً یہ توارد اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وقفِ جدید کا ایک تعلق تو پاکستان سے تھا جس کا آغاز پاکستان سے کیا گیا لیکن وہ دوسرا تعلق جس کے لئے بیرون سے تحریک کی تھی یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضا یافتہ فعل ہے اور خدا کے منشاء اور تائید کے مطابق ایسا ہوا ہے اور قادیان اور ہندوستان کی جماعتوں کو بھی تمام بیرونی دنیا کے احمدیوں کی غیر معمولی امداد اور قربانی کی ضرورت ہے اور وہ وقفِ جدید کے راستے سے کی جائے۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس وقت تک ایک لاکھ پاؤنڈز سالانہ کے وعدے ہو چکے ہیں لیکن جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے ہمیں قادیان اور ہندوستان پر سالانہ کم از کم ایک کروڑ خرچ کرنا ہو گا اور آئندہ کئی سالوں تک اس کو مسلسل بڑھانے کی کوشش کرنی ہو گی کیونکہ جو تفصیلی منصوبے قادیان کی عزت اور احترام کو بحال کرنے کے لئے میں نے بنائے ہیں اور جو تفصیلی منصوبے ہندوستان میں جماعت کے وقار اور جماعت کی تعداد اور رُعب اور عظمت کو بڑھانے کے لئے بنائے ہیں وہ کروڑہا روپے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے جلسہ قادیان میں بھی بیان کیا تھا کہ

میرا یہ تجربہ ہے۔

کہ جب بھی ہم کوئی نیک کام خدا کی خاطر اُسی کی رضا کی خاطر شروع کرتے ہیں تو خواہ کتنے بڑے اموال کی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ رستے کی سب روکیں دور فرما دیتا ہے اور وہ اموال مہیا ہو جاتے ہیں اور اگر کم بھی ہوں تو ان میں برکت بہت پڑتی ہے اور کبھی بھی میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کوئی منصوبہ خالصۃً للہ بنایا گیا ہو اور جب اس پر عمل کرنا ہو تو روپے کی کمی یا دیگر ایسی مجبوریاں حائل ہو جائیں اور ہم اس پر عملدرآمد کرنے سے محروم رہ جائیں ایسا کبھی نہیں ہوا نہ آئندہ کبھی انشاء اللہ ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے خاص سلوک ہے۔ یہ ایک زندہ خدا کا تعلق ہے جو ہمیشہ جاری رہے گا جب تک جماعت خدا تعالیٰ سے تعلق قائم رکھے گی۔ پس فکر کے طور پر میں عرض نہیں کر رہا بلکہ میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ آئندہ قادیان اور ہندوستان کی دوسری جماعتوں کے لئے جو بھی خدمتیں کرنی ہوں ان کے لئے رُخ رستہ وقفِ جدید کے چندے کا رستہ ہے۔ آپ راہ لیتے باقاعدہ مسلسل قربانی پیش کرتے رہیں۔ جو وقتی طور پر تحریکیں ہیں وہ ایک دو سال کے کام تو کر دیتی ہیں لیکن مستقل ضرورتیں پوری نہیں کر سکتیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قادیان اور ہندوستان کی ضرورتیں لمبے عرصہ کی ضرورتیں ہیں اور جماعت کے بہت بڑے مفادات ان سے وابستہ ہیں۔ ہندوستان میں جماعت کی خدمت کرنے میں اتنے عظیم الشان عالمی مفادات ہیں کہ اگر آپ کو ان کا تصور ہو تو دل میں غیر معمولی جوش پیدا ہو اور کبھی بھی اس خدمت سے نہ تھکیں۔ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ صدی کے ساتھ ہندوستان کی جماعتوں کے بیدار ہونے، قادیان کی عظمت کے بحال ہونے اور وہاں کثرت سے جماعت کے پھیلنے کا ایک بہت ہی گہرا تعلق ہے اور یہ تعلق مقدر ہے۔ اس کے نتیجہ میں عظیم انقلاب برپا ہونے ہیں اس لئے اس بات کو معمولی اور چھوٹا نہ سمجھیں۔ جب خدا آپ کو غور کی توفیق عطا فرمائے گا تو آپ اندازہ کریں گے کہ کتنے بڑے بڑے عظیم مقاصد اس منصوبے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

جہاں تک قادیان کے اندر بعض منصوبوں پر عملدرآمد کا تعلق ہے ہسپتال بھی ان منصوبوں میں سے ایک تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو ہسپتال کو بہت بہتر حالت تک پہنچانے کی توفیق مل چکی ہے۔ گذشتہ دو تین سال سے ہم یہ کوشش کر رہے تھے کہ بجائے اس کے کہ ایک چھوٹی سی ڈسپنسری جہاں ایک آن کوالیفائیڈ ([illegible] QUALIFIED) غیر تعلیم یافتہ ڈاکٹر بیٹھا ہو اور آنے والے کی مرہم پٹی کرے یا پیٹ درد کے لئے کوئی مکسچر (MIXTURE) بنا کر دے دے قادیان کا ہسپتال تو چوٹی کا ہسپتال ہونا چاہیئے۔ اس میں ہر قسم کی جراحی کے سامان ہونے چاہئیں۔ ہر قسم کے جدید سامان اور آلات مہیا ہونے چاہئیں۔ اس ہسپتال کا نام روشن ہونا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ قادیان کے ہر مریض کو ٹھیکوں میں ڈال کر بٹالہ یا امرتسر یا جالندھر بھجوایا جائے، بٹالہ یا امرتسر یا جالندھر یا دیگر علاقوں سے لوگ قادیان کے ہسپتال میں شفاء کے لئے آئیں کیونکہ جو شفا خدا نے قادیان کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہے اُس سے ارد گرد کا علاقہ فی الواقعہ ہی محروم ہے کیونکہ اس شفا کے ساتھ دعاؤں کا بھی تعلق ہے۔ اس شفا کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیئے گئے وعدوں کا تعلق ہے۔ پس اگر ہسپتال کی ظاہری حالت بہتر بنائی جائے تو مجھے یقین ہے کہ جو شفا اس ہسپتال میں تمام پنجاب کے باشندوں کو یا باہر سے آنے والوں کو نصیب ہو گی اس کا عشر عشیر بھی وہ باہر نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ ابھی سے یہ محسوس ہونا شروع ہوا ہے کہ اگرچہ ابھی پوری طرح قادیان کے ہسپتال کے وقار کو بحال نہیں کیا جا سکا لیکن جو کچھ بھی کیا جا چکا ہے اس کے نتیجہ میں مریضوں کا غیر معمولی رُخ ہو چکا ہے اور بہت سے مریض دور دور سے آنے میں جنہیں توفیق ہے کہ بہت بڑے ہسپتالوں میں جا کر زیادہ سے زیادہ اخراجات کر سکیں وہ بھی قادیان یہ کہہ کر اس نیت کے ساتھ آتے ہیں کہ جو شفا یہاں میسر ہے وہ باہر نہیں مل سکتی۔ پس اس ضمن میں ابھی آنے سے پہلے اُن کی بعض ضروریات کے سامان مہیا کر کے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے جو کچھ پیش کیا تھا اسی میں سے وہ خرچ بھی کیا گیا۔ بہترین ایکسرے کی مشینیں وہاں لگ چکی ہیں۔ جراحت کی بہترین مشینیں کچھ وہاں لگ چکی ہیں کچھ مہیا کی جا رہی ہیں۔ ہر قسم کے جدید آلات جو مریضوں کی سہولت کے لئے ضروری ہیں اُن کے لئے اخراجات مہیا کر دیئے گئے ہیں اور موجودہ ہسپتال کے ساتھ قادیان کا جو رہائشی علاقہ تھا سر دست اس میں سے ایک حصہ ہسپتال کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے خدا تعالیٰ نے جو توفیق بخشی تھی کہ مکانات بنائے جائیں اور ان میں سے کچھ تقسیم کے لئے بھی ہوں۔ یہ سکیم تھی جو بیوت الحمد کے نام سے جاری کی گئی تھی اس میں تقسیم کے لئے جو مکانات تھے وہ تو تھوڑے تھے لیکن ۲۳ مکانات بنائے گئے تھے۔ اب ان کا یہ فائدہ پہنچ رہا ہے کہ قادیان کے مرکزی علاقے سے بعض درویش خاندانوں کو دوسری جگہ منتقل کرنا ضروری ہو تو بڑی سہولت سے

ایسا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہ تجویز مکمل ہو گئی ہے۔ مکانوں کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ اب دو تین دور میں یہاں سے انشاء اللہ عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ وہاں جا کر ان مکانوں کو ہسپتال کے اندر جذب کرنے کے لئے نہایت جدید طریق پر ایک ایسا منصوبہ پیش کریں گے کہ جس سے یہ نہیں لگے گا کہ گویا پرانے مکان ساتھ درج کئے گئے ہیں بلکہ ایک ہی رنگ کا مکمل ہسپتال رونما ہو گا تو آئندہ چند سالوں میں انشاء اللہ وہاں کے ہسپتال کے اندر ایک نئی شان و شوکت پیدا ہو گی اور یہ ساری عالمی جماعت کی قربانیوں کا نتیجہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی جماعت قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے گی۔

ہسپتال کے سلسلہ میں ایک یہ بھی منصوبہ بنایا گیا ہے کہ بیرونی ڈاکٹر جو کسی نہ کسی فن میں غیر معمولی شہرت رکھتے ہیں یا ملکہ ان کو عطا ہوا ہے وہ جب بھی ان کو توفیق ملے قادیان کے ہسپتال کے لئے وقف کریں اور اس صورت میں ہم وہاں کیمپ لگایا کریں گے۔ مثلاً کوئی آنکھوں کے آپریشن کا ماہر ہے اور وہ ایک مہینہ دو مہینے وقف کرتا ہے تو دور دور کے علاقے سے لوگوں کو یہ دعوت دی جائے گی کہ آئیں اور قادیان سے مفت فیض حاصل کریں اور ان آپریشنوں کی کوئی فیس نہیں لی جائے گی یا اگر لی گئی تو اس رنگ میں کہ صاحب حیثیت امراء سے کچھ لے لیا جائیگا اور غرباء کا محض مفت علاج ہو گا۔ اسی طرح دل کے ماہرین ہیں۔ پھیپھڑوں کے ماہرین ہیں اور انتڑیوں وغیرہ کی بیماریوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین ہیں۔ اعصابی امراض کے ماہرین ہیں سرجری میں ہڈیوں کی سرجری کے سپیشلسٹ۔ دل کی سرجری کے سپیشلسٹ وغیرہ وغیرہ جہاں تک میں نظر ڈال کر دیکھ رہا ہوں خدا کے فضل سے ہر مرض کے علاج میں اس وقت احمدی ماہرین مہیا ہو چکے ہیں اور خدا کے فضل سے اپنے اپنے دائرے میں بہت شہرت یافتہ لوگ ہیں۔

ہر قسم کی جراحی کا کام اگرچہ اس وقت وہاں نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے لئے ایک سپورٹ کمپلیکس کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ مثلاً دل کا سرجن یعنی جو دل کا ماہر جراح ہے وہ ہر جگہ تو ہسپتال میں جا کر آپریشن نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے بہت سے ایسے متعلقہ سامان چاہئیں، بہت سے ایسے ماہرین چاہئیں جو سب مل کر وہ فضا قائم کرتے ہیں جس میں جراحی کا وہ درخت لگتا ہے تو امید یہی ہے کہ انشاء اللہ رفتہ رفتہ اس ہسپتال کو بڑھاتے بڑھاتے اس مقام تک پہنچا دیں گے کہ اس کا شمار دنیا کے بہترین ہسپتالوں میں ہو اور خدا کے فضل سے آغاز ہو چکا ہے۔

ایک اور پہلو تعلیم کا ہے۔

اس حصہ میں میں جماعت کو دعاؤں کی تحریک کرتا ہوں کہ ابھی بہت سی روکیں ہیں۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کے سکول اور کالج کا تعلق ہے اگرچہ گورنمنٹ نے صدر انجمن کے نام یہ جائیداد بحال کر دی ہیں اور اس میں ہم ہندوستان کی عدلیہ کے بہت ممنون ہیں جنہوں نے بہت ہی اعلیٰ انصاف کے ساتھ کارروائی کی کسی تعصب کو انصاف کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا اور اس ثبوت کے مہیا کرنے پر کہ وہ صدر انجمن احمدیہ ان جائیدادوں کی مالک تھی بلا تعطل جو قادیان میں موجود رہی ہے۔ اور وہی مالک ہے اس لئے اس کو یہ جبر قرار دے کر تمہیں ان جائیدادوں پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس دلیل پر ہندوستان کی عدلیہ نے انصاف کا بہت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا اور یہ جائیدادیں بحال کر دیں لیکن جب تک یہ جائیدادیں بحال ہوئیں اس وقت تک بہت سے اداروں پر دوسرے قابض ہو چکے تھے۔ مثلاً تعلیم الاسلام کالج جو پہلے تعلیم الاسلام سکول ہوا کرتا تھا اس وقت سکھوں کا ایک ادارہ ہے جو چلا رہا ہے نام اس کا مجھے یاد نہیں، غالباً خالصہ نام سے کوئی ادارہ ہے اور وہ انہی کے قبضہ میں ہے مگر صورت حال یہ ہے کہ اس کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ دیکھ کر رونا آتا ہے۔ جس حال میں ہم نے تقسیم کے وقت اس عمارت کو چھوڑا تھا اس حال سے بہت زیادہ بدتر ہو چکی ہے لیکن اس کو بحال کرنے کے لئے یا اس میں مزید اضافے کی خاطر کوئی بھی خرچ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ جو کمرہ زیر تعمیر تھا جس کی چھت پڑنے والی تھی جس حالت میں اینٹیں پڑی تھیں اسی طرح آج بھی پڑی ہیں اور وہ تالاب جسے ہم چھوڑ کر آئے تھے جو سکول کا سوئمنگ پول SWIMMING POOL تھا بعد میں کالج کا بن گیا اسے اس زمانہ میں ٹینک (TANK) کہا کرتے تھے اور اس کی حالت یہ ہے کہ اس میں اب گندا پانی جمع ہے کوئی دیکھ بھال کا انتظام نہیں لیکن وہ وزارتی (؟) ہے اور بڑی دفاعی ... ساتھ تیار کیا گیا تھا اس کی تعمیر ایسی اعلیٰ اور پختہ ہے کہ میں نے پھر کر دیکھا ہے ایک اینٹ بھی ابھی اپنی جگہ سے نیچے نہیں بیٹھی حالانکہ کھلے آسمان کے نیچے بغیر دیکھ بھال کے پڑا ہوا ہے تو اصل دعا تو یہی کرنی چاہیئے کہ قادیان کے تعلیمی اداروں کو بحال کرنا ہے تو یہ عمارتیں جماعت کو واپس ملیں۔ اس سلسلہ میں کچھ گفت و شنید کا میں وہاں آغاز کر آیا ہوں کچھ یہاں سے سکھوں کی اس لیڈر شپ سے بھی بات کی گئی ہے جو باہر ہے اور پنجاب میں بھی اس تحریک کو چلایا جائیگا۔ اگر وہ ہمیں یہ ادارہ واپس کر دیں تو بہت وسیع کھیل کے میدان بھی اس کے ساتھ ہیں اور ایسا شاندار کالج دوبارہ وہاں قائم کیا جا سکتا ہے جو تمام پنجاب بلکہ ہندوستان میں ایک شہرت اختیار کر جائے۔ دور دور سے طلباء وہاں آئیں۔ بہترین اس کے معیار ہوں اور اس کے ساتھ ہی سکول کا قیام بھی تعلق رکھتا ہے۔ پہلے خیال تھا کہ کالج کے قریب میں الگ سکول قائم کیا جائے جو بہترین معیار کا ہو سوال یہ ہے کہ اگر اسکول بہترین معیار کا بنا دیا جائے اور کالج جس حال میں ہے اسی حال میں ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ سکول کے چند سالوں کے بعد بچوں کو پھر باہر نکلنا پڑے گا اور پھر غیر فضا سے بداثرات قبول کرنے کے احتمال باقی رہیں گے اور محض سکول سے کسی مقام کی شان نہیں بڑھا کرتی اس کے ساتھ ایک تعلیمی تسلسل ہونا چاہیئے۔ آئندہ تعلیم کا انتظام اس سے آگے تعلیم حتی کہ اس معیار کو زیادہ سے زیادہ بلند کیا جائے اور پھر وسیع کیا جائے یہ مقاصد ہیں جن کے پیش نظر ہمیں قادیان میں تعلیمی سہولتیں مہیا کرنی ہیں اور بہت اعلیٰ پیمانے کی تعلیمی سہولتیں مہیا کرنی ہیں۔ میرے ذہن میں جو نقشہ ہے وہ یہ ہے کہ زبانوں کے لحاظ سے بھی یہ بہترین سکول اور بہترین کالج ہو جائیں اگر جرمن زبان پڑھانی ہے تو باہر سے جرمن قوم کے لوگ وہاں جا کر ٹھہریں اور خدا کے فضل سے ایسے موجود ہیں جو میری تحریک پر اپنے آپ کو پیش کر دیں گے۔ انگریز انگریزی پڑھائیں عرب عربی پڑھائیں اور اسی طرح مختلف زبانوں کے ماہرین جو اپنے ہاں اہل زبان کہلاتے ہیں وہ جا کر ان بچوں کو تعلیم دیں تو اس پہلو سے پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ اتنا بڑا خلا ہے کہ اگر ہمیں یہ توفیق ملے تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑی دور دور تک اس تعلیمی ادارے کا شہرہ ہو گا کیونکہ بدقسمتی سے سکھوں نے قوم پرستی کے تابع ہو کر پنجابی پر اتنا زور دے دیا ہے کہ اب وہاں تقریباً تمام اداروں میں پنجابی میں ہی تعلیم دی جا رہی ہے اور باقی زبانیں عملاً کالعدم ہیں یا انہیں کالجوں سے اگر باقاعدہ دیس نکالا نہیں ملا تو ان کی حوصلہ افزائی کا کوئی انتظام نہیں ہے جس کی وجہ سے باقی زبانیں عملاً مر چکی ہیں یا محض رسمی طور پر پڑھائی جاتی ہیں اور اس کا شدید نقصان سکھ قوم کو پہنچے گا۔ میں نے ان کے لیڈروں کو یہ بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تم لوگ بہت ہی غلط فیصلہ کر چکے ہو۔ پنجابی کو مقام دو بیشک اس کی خدمت کرو۔ یہ تمہارے لئے جائز ہے۔ قومی لحاظ سے ضروری بھی ہو گا لیکن بین الاقوامی زبانوں کو چھوڑ کر اگر صرف پنجابی میں تعلیم دی تو باہر نکل کر یعنی پنجاب سے باہر جا کر یا تم جتنی تعلیم دے سکتے ہو اس حد سے اوپر جا کر یہ بچے کیا کریں گے۔ دنیا میں سائنس کی ساری کتابیں یا انگریزی میں ملیں گی یا جرمن میں ملیں گی یا فرنچ میں ملیں گی یا SCANDINAVIAN (؟) میں ملیں گی اور پنجابی میں تو کوئی کتاب نظر نہیں آئے گی اور دنیا کے دوسرے اداروں سے ان کو قبول ہی نہیں کریں گے تو یہ دراصل ایک وسیع پیمانے پر علمی خودکشی ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہندوستان کی حکومت کا ایک قانون یہ ہے کہ کسی صوبے میں جو تعلیمی پالیسی اس صوبے سے متعلق اداروں سے تعلیمی پالیسی کے اختیار کرنے کے پابند ہیں لیکن ہر صوبے میں مرکزی تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے کے امکانات ہیں۔ اس لئے پنجاب میں اگر کوئی تعلیمی ادارہ دہلی کے تعلیمی نظام سے متعلق ہونا چاہے تو وہ ہو سکتا ہے۔ علی گڑھ کے تعلیمی نظام سے متعلق ہونا چاہے تو وہ ہو سکتا ہے اور اس پر پھر اسی ادارے کا قانون صادر ہو گا جس سے وہ متعلق ہے تو اس لئے جماعت احمدیہ کی راہ میں ایک نہایت اعلیٰ پیمانے کا تعلیم اور ریسرچ کا نظام جاری کرنا مشکل نہیں ہے اور قانوناً کوئی روک نہیں ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ نمونہ جب قائم ہو گا تو باقی سکھ اداروں کو بھی ہوش آئے گی اور وہ بھی ہماری تقلید کی کوشش کریں گے اور قومی فائدہ پہنچے گا تو اس ضمن میں جب باہر سے اساتذہ بلانے کا یا اور خدمات کا وقت آئے گا تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ ساری دنیا کی جماعتیں اس میں حصہ لیں گی۔ سردست تو میں دعا کی تحریک کر رہا ہوں کہ بہت باقاعدگی سے سنجیدگی سے دل لگا کر دعا کریں کہ قادیان کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرنے کے لئے اللہ ہمیں توفیق بخشے کہ پرانے تعلیمی

اداروں کی روایات کو زندہ کر سکیں۔ اور جو کردار وہ پہلے ادا کرتے رہے تھے اب از سر نو پھر وہ یہ کردار ادا کر سکیں۔

قادیان کو تو ساری دنیا میں تعلیم کا مرکز بننا ہے

اور خدا نے اس کام کے لئے اُسے چن رکھا ہے۔ پارٹیشن سے پہلے کی بات کر رہا ہوں کہ ان دنوں میں قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھا مگر علمی لحاظ سے اس کی بڑی شان تھی اور پنجاب میں دور دور تک قادیان کے سکول سے نکلے ہوئے طلباء کی عزت کی جاتی تھی اور حیرت سے نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ کالجوں میں داخل ہونے کی راہ میں کوئی روک نہیں ہوا کرتی تھی۔ انگریزی زبان کا معیار اتنا بلند تھا اور کھیلوں کا معیار اتنا بلند تھا کہ ان دو غیر معمولی استثنائی امتیازات کی وجہ سے قادیان کے طلباء جب چاہیں گورنمنٹ کالج میں ایف سی کالج میں، کسی بہترین ادارے میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو عزت کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کے فضل سے یہ دونوں امتیاز حاصل تھے کہ انگریزی زبان میں بھی غیر معمولی ملکہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا، ایک قدرت حاصل تھی اور فٹ بال کے بھی بہترین کھلاڑی تھے یہاں تک کہ جب میں گورنمنٹ کالج میں داخل ہوا ہوں تو اس وقت تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تصویر ان طلباء کی صف میں لگی ہوئی تھی جنہوں نے گورنمنٹ کالج میں غیر معمولی اعزازی نشانات حاصل کئے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کا انگریز پروفیسر غالباً سٹیفنس نام تھا، مجھے پوری طرح یاد نہیں اس نے ایک دفعہ ان سے کہا کہ قادیان میں تم لوگ کیا کرتے ہو وہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ دو چیزوں کے کارخانے لگے ہوئے ہیں۔ اچھے انگریزی دان اور اچھے کھلاڑی جو بھی قادیان کا طالب علم آتا ہے اس کا زبان کا معیار بہت بلند ہے اور کھیلوں کا معیار بہت بلند ہے اور کھیلوں کا معیار واقعۃً اتنا بلند تھا کہ قادیان کی سکولوں کی ٹیم پنجاب کے چوٹی کے کالجوں سے ٹکرایا کرتی تھی اور اکثر ان کو شکست دے دیتی تھی۔ قادیان کی کبڈی کی ٹیم سارے پنجاب میں اوّل درجے کی ٹیم تھی تو کھیلوں کا معیار بھی تعلیم کے ساتھ ساتھ بلند تھا اور ان دونوں چیزوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ اچھے تعلیمی اداروں میں ہمیشہ اچھے کھلاڑی بھی پیدا ہوتے ہیں اور لازماً عقل اور ذہن کی صحت کے ساتھ جسمانی صحت کی طرف بھی یہ ادارے توجہ دیتے ہیں۔

اب قادیان میں دوسری مشکل یہ درپیش ہے کہ ان کے لئے کھیلوں کا کوئی بھی انتظام نہیں ہے۔ میں نے سکول کے بچوں سے بچیوں سے سوالات کئے۔ (بچہ سے خدام الاحمدیہ سے) وہاں جا کر سے لئے تو یہ دیکھ کر بہت ہی تکلیف ہوئی کہ غیروں نے تو تعلیم کی طرح کھیلوں کی طرف بھی توجہ چھوڑ دی ہے اور قادیان کے سکولوں اور کالجوں میں کوئی بھی معیار نہیں رہا، نہ تعلیم کا نہ کھیل کا، ہر لحاظ سے پیچھے جا پڑے ہیں حالانکہ اللہ کے فضل سے علاقے میں صحت کا معیار بہت بلند ہے اور اگر جذبہ ہوتا، ایک انتظام کے تحت علم اور صحت دونوں کی طرف توجہ کی جاتی تو قادیان ابھی بھی خدا کے فضل سے یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ پنجاب میں اسی طرح چمکے جس طرح پہلے چمک کر دکھا چکا ہے تو کھیلوں کی طرف ہمارے اندرون میں یعنی قادیان کے اس حصہ میں بھی کوئی توجہ نہیں جس میں درویش بستے ہیں، اور اس طرح بچوں کی زندگیاں ضائع ہو رہی ہیں لڑکیوں کے لئے کھیلنے کا کوئی انتظام نہیں۔ محدود علاقے میں قید ہیں۔ پس تعلیمی منصوبے کے علاوہ ایک منصوبہ بنایا گیا ہے کہ ان کے لئے ہر قسم کی صحت جسمانی کے سامان مہیا کئے جائیں۔ بہترین جمنیزیم بنائے جائیں۔ بچوں کے لئے ایک کھلی زمین خریدی کرنا اگر کوئی موجودہ زمین اس کام کے لئے مل سکی تو اس سے احاطہ کر کے لڑکیوں اور عورتوں اور طالبات وغیرہ کے لئے وقف کر دیا جائے۔ وہاں

ہر قسم کی سپورٹس کلبوں کے انتظام

ہو سکیں یا ہیں اور باہر سے کوئی احمدی بچیاں کسی فن میں مہارت رکھتی ہیں، ہندوستان میں بھی کوئی کھیلوں کی اچھی اچھی ماہر بچیاں ہیں تو وہ وہاں اپنا وقت لگائیں۔ وہاں جا کر ان کو تعلیم و تربیت دیں تاکہ ان کے لئے کچھ تو ایسا سامان ہونا چاہئے جس سے دل کی فرحت اور سکینت محسوس کریں۔ فی الحال ایک سنجیدہ ماحول ہے گو ماحول اچھا ہے لیکن اتنا تنگ ماحول ہے کہ اس میں زندگی گھٹی گھٹی محسوس ہوتی ہے ایسے ماحول میں ان بچیوں کو اور لڑکوں اور بڑوں کو زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھنا یہ ظلم ہے اس لئے

عالمی جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی اس قسم کی علمی اور صحت جسمانی کی ضرورتیں ہر قدر پوری کرنا اور اس شان سے پوری کریں کہ علاقے میں اس کی کوئی مثال نہ ہو جیسے ماضی میں تھی میں ہدایات دے آیا ہوں کہ اب تفصیلی منصوبے بنانا تمہارا کام ہے بنا دو اور جو بھی بنا دو گے انشاء اللہ عالمی جماعت فراخدلی کے ساتھ ان پر عمل در آمد کرنے میں تمہاری مدد کرے گی اور میری خواہش ہے کہ آئندہ جلسے سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سپورٹس کمپلیکس مکمل ہو چکے ہوں یا کم از کم تعمیر شروع ہو جائے اور ان کا فیض دکھائی دینے لگے۔ ہمارے احمدی بچوں کے چہروں پر صحت دکھائی دے۔ اس سلسلہ میں بھی وہ ایک ضروری منصوبہ ہے جو شروع ہو چکا ہے لیکن یہ قادیان تک محدود نہیں رکھنا۔ علمی اور صحت کے یہ دونوں منصوبے ہندوستان کے باقی حصوں میں بھی ممتد ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کی بھی محصوری کی سی ایک کیفیت ہے بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں مسلمان بعض راہنماؤں کی غلطیوں کی وجہ سے اپنے بنیادی حقوق سے محروم رکھے جا رہے ہیں۔ ان میں جماعت احمدیہ بھی ان تکلیفوں میں حصہ دار بنی ہوئی ہے اگرچہ غلط پالیسیوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کا کوئی تعلق نہیں لیکن دوسری مصیبت یہ ہے کہ پاکستان کی طرح کے ملاں وہاں بھی جماعت کے خلاف نفرت کی تحریکات چلا رہے اور بھڑکا رہے ہیں اور کوئی ہوش نہیں کر رہے کہ باہر کی دنیا میں کیا تماشہ بن کر رہے ہیں۔ اس لئے احمدیوں کے لئے دوہری مشکلات ہیں اور وہ ان مخالفتوں میں محصور ہو چکے ہیں۔ چنانچہ بعض جماعتوں کے ساتھ جب تفصیلی انٹرویو ہوئے تو پتہ لگا کہ واقعۃً ان کی محصوری کی سی کیفیت ہے وہ تمام روزمرہ کی اپنی زندگی کے حقوق سے کلیۃً محروم ہیں مسلمان ان سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات نہیں رکھتے کیونکہ ان کو نفرتوں کا نشانہ بنایا گیا ہے اور ہندو ویسے ہی دور ہٹتے چلے جا رہے ہیں اور دن بدن ہندو قوم پرستی یا دیش پرستی کی جو تحریکات ہیں وہ زیادہ قوت پکڑتی جا رہی ہیں اور یہ دراصل پاکستان اور بعض دوسرے مسلمان ممالک کی جہالت کا طبعی نتیجہ ہے ہندوستان میں ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اگر تم میدانی حدود میں جکڑ دو نہیں اور غیروں کے مقابل پر ایسے ذرائع اختیار نہ کرو کہو جس کو تم اپنے مذہب کو زبردستی ان پر ٹھونستے اور ان کے حقوق سے محروم کرتے ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو اس کا رد عمل پیدا ہوگا اور اگر اس کے بعد ہندو منو سمرتی کی تعلیم کی طرف رخ کریں اور یہ اعلان کریں کہ اگر پاکستانی مسلمانوں کو حق ہے کہ قرآن کی تعلیم کو سارے قوم پر ٹھونس دیں خواہ کوئی اسے قبول کرے یا نہ کرے تو ہمارا کیوں حق نہیں کہ ہم منو سمرتی کی تعلیم کو ساری ہندوستانی قوم پر ٹھونس دیں خواہ کوئی قبول کرے یا نہ قبول کرے۔ پس غلطیوں کے یہ خود رو پس نتائج ہیں ان سے آنکھیں بند ہیں۔ دو قدم سے زیادہ دیکھ نہیں سکتے اور یہ جو نظر کی کمزوری کی بیماری ہے یہ جب راہنماؤں میں ہو جائے تو ساری قوم کے لئے ہلاکت کا موجب بنتی ہے۔ بہرحال ہندوستان میں تو یہ شدید رد عمل پڑ رہا ہے یہ بہت ہی خطرناک عزائم کو ظاہر کر رہا ہے اور دن بدن مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ رو اسی طرح چلتی رہی تو سارے مسلمان وہاں محصور ہو کر رہ جائیں گے اور احمدیوں پر تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دوہری مار ہے ایک مار غیروں کی نادانی کی وجہ سے ہے اور ایک مار اپنوں کی مجبوری کی وجہ سے خدا کی خاطر جو بھی مخالفت ہو انہوں نے بہرحال قبول کرنی ہے اور بڑی وفا کے ساتھ احمدیت سے وابستہ رہنا ہے۔ یہ وہ اصحاب الصفہ ہیں جو وسیع تر دائرے سے تعلق رکھنے والے اصحاب الصفہ ہیں۔ پس قادیان کے لئے بہبود کی جو سکیمیں ہیں ان سے ہندوستان کی باقی جماعتوں کو محروم نہیں رکھا جائیگا اور وہاں بھی صوبائی انتظامی قائم کر کے (جہاں نہیں تھیں وہاں قائم کر دی گئی ہیں اور جہاں تھیں ان کو بیدار کیا گیا) یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جہاں اقتصادی ترقی کے منصوبے بناؤ وہاں تعلیمی ترقی کے بھی منصوبے بناؤ۔ چنانچہ کشمیر میں خدا کے فضل سے پہلے ہی بہت سے سکول بڑی اعلیٰ روایات کے ساتھ چل رہے ہیں۔ باقی صوبوں کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اسی طرح مدارس قائم کریں اور جہاں جہاں ممکن ہو کالج قائم کریں۔ ٹیکنیکل کالج کی وہاں بڑی ضرورت ہے اور قادیان میں انشاء اللہ خیال ہے کہ اعلیٰ پائے کا ٹیکنیکل کالج بھی قائم کیا جائیگا اور ... کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا جائے تو ایک کروڑ سالانہ کی رقم بھی

کم ہوگی

چیز نہیں ہے لیکن اگر وقف جدید کے ذریعہ ایک سال کے اندر اندر ایک کروڑ کی رقم بھی مہیا ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ شروع کرنے کے لحاظ سے خدا کے فضل سے کچھ نہ کچھ سرمایہ میسر آجائیگا اور باقی اللہ تعالیٰ اور رستے عطا کرتا رہتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی عالمی قربانیوں کا جو مجموعہ ہے اس میں سے جہاں مرکزی منصوبوں پر خرچ ہو رہے ہیں مختلف ممالک پر خرچ ہو رہے ہیں ایک حصہ اس میں سے بھی قادیان اور ہندوستان کی احمدی جماعتوں کے لئے مزید مخصوص کیا جا سکتا ہے۔ تو آپ دعاؤں میں یاد رکھیں اور مالی قربانیوں کی جہاں تک توفیق ملے بڑھانے کی کوشش کریں۔

وقف جدید کی مالی قربانی پر نظر ثانی کریں۔

بہت سے احمدی ہیں جو غربت اور تنگی کی حالت میں بھی ہر چندے میں شامل ہیں۔ وہ تقریباً اپنی استطاعت کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کی خاطر وہ جو قربانیاں پیش کر رہے ہیں یا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت دے گا اور ان کی حدود وسیع تر کرتا چلا جائے گا۔ وہ آیت جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی اس سے پہلے اس مضمون کی آیات ہیں جو میں اب آپ کے سامنے رکھ کر اس خطبہ کو ختم کروں گا۔ جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کے لئے خدا کی خاطر خود محصور ہو گئے اور جن کے رزق کی راہیں تنگ ہو گئیں یا بند ہو گئیں جو لوگ قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دین اور دنیا دونوں جگہ جزاء دینے والا ہے اور ان کے اموال کو رکھتا نہیں بلکہ ان میں بہت برکت دیتا ہے پس وہ برکت جو درویشوں کے ذریعے دوسروں کو پہنچتی ہے اس مضمون کو قرآن کریم نے یہاں ایک خاص رنگ میں کھول کر بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کا اس آیت سے ہی تعلق ہے جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا تھا تمہیں کیا پتہ کہ کن لوگوں کی وجہ سے تمہارے اموال میں برکت پڑ رہی ہے۔ پس جو لوگ ان غریبوں پر خرچ کرتے ہیں جو خدا کی خاطر محصور ہوئے خدا کا واضح وعدہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں بہت برکت دیگا اور فصاحت و بلاغت کا عجیب انداز ہے کہ پہلے یہ مضمون بیان فرمایا اور پھر بعد میں ان لوگوں کا ذکر کیا جن کی خاطر ان لوگوں کو برکت ملنے والی ہے۔ فرمایا۔ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ۔ اگر تم خدا کی راہ میں اپنے اخراجات کو، قربانیوں کو کھول کر پیش کرو، اعلان کردو تاکہ دوسروں کو تحریک ہو تو فَنِعِمَّا هِيَ۔ یہ بھی اچھی بات ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ لیکن اگر تم ان کو مخفی رکھو اور خدا کی راہ کے فقیروں پر خرچ کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ ان غریبوں کی خدمت کا جو سب سے بڑا فیض تمہیں پہنچے گا وہ یہ ہے کہ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بدیاں دور کرے گا۔ تمہاری کمزوریاں دور فرمائے گا۔

پس تمام دنیا میں ہمیں تربیت کے جو مسائل درپیش ہیں خاص طور پر ترقی یافتہ آزاد منش ممالک میں ان کا ایک حل قرآن کریم نے یہ بھی پیش فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں محصور اور غرباء پر خرچ کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی کمزوریاں دور فرمائے گا اور خود تمہاری اصلاح کے سامان مہیا فرمائے گا۔ پھر فرمایا: وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ یاد رکھو کہ تم جہاں بھی جو کچھ بھی خدا کی راہ میں کرتے ہو تمہارے اعمال سے خدا خوب واقف ہے۔ ہر چیز پر اس کی نظر ہے۔ تمہارا کوئی عمل بھی ایسا نہیں جو خدا کی نظر میں نہ ہو۔ پھر فرمایا۔ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ اے محمد تجھ پر ان کی ہدایت فرض نہیں ہے۔ تو نے پیغام پہنچانا ہے۔ نصیحت کرنی ہے اور تو بہترین نصیحت کرنے والا ہے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ ہاں اللہ ہی ہے جس کو چاہے گا ہدایت بخشے گا۔ جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔ پھر اس جملہ معترضہ کے بعد واپس اس مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ۔ یاد رکھو خدا کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرتے ہو فَلِاَنْفُسِكُمْ وہ دراصل اپنی جانوں پر خرچ کر رہے ہو۔ یہ نہ سمجھو کہ دوسروں پر کوئی احسان کر رہے ہو۔ تمہارا خرچ اپنے فوائد کے لحاظ سے اور برکتوں کے لحاظ سے خود تم پر ہو رہا ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تربیت یافتہ ساتھی اپنے نفوس میں برکت کی خاطر خرچ نہیں کرتے بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کر رہے ہیں۔ پس یہ مراد نہ سمجھی جائے کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دے رہا ہے کہ اپنے نفس پر خرچ کرنے کی خاطر خرچ کرو۔ فرمایا ہم جانتے ہیں کہ تمہارا اعلیٰ مقصد خدا کی رضا ہے مگر جب خدا کی رضا حاصل ہو جاتی ہے تو محض دین میں نہیں ہوتی بلکہ دنیا میں بھی رضا مل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ایک نتیجہ ہے کہ جو یہ فرمایا گیا کہ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنی جانوں پر خرچ کرتے ہو۔ ان دونوں آیات کے ٹکڑوں کو ملا کر پڑھا جائے تو مضمون یہ بنے گا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو محض اللہ کے پیار کی خاطر اس کی محبت جیتنے کے لئے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو لیکن اس رضا کا ایک ظاہری نتیجہ بھی ضرور نکلے گا اور وہ یہ کہ تمہارے اموال میں ایسی برکت ملے گی کہ گویا تم دوسروں پر نہیں بلکہ خود اپنی جانوں پر خرچ کرنے والے تھے اور اس کی مزید تفسیر یہ فرمائی کہ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ: ۲۷۲-۲۷۳) اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے یقین جانو وہ تمہیں خوب لوٹایا جائیگا۔ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ میں صرف لوٹانے کا مضمون نہیں بلکہ بھرپور طور پر لوٹایا جائے گا۔ اور تم سے کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ طرز بیان ہے۔ جب کہا جائے کہ کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا تو مراد یہ نہیں ہے کہ محض بدل کیا جائے گا بلکہ بالکل برعکس مضمون ہوتا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ ان سے ظلم نہیں کیا جائے گا تو مراد یہ ہوتی ہے کہ انہیں بہت زیادہ دیا جائے گا۔ ظلم تو در کنار اتنا عطا ہوگا کہ احسانات ہی احسانات ہوں گے۔ یہ ایک طرز بیان ہے جو مختلف زبانوں میں ہے۔ عربی میں اور خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم میں اس طرز بیان کو اختیار فرمایا گیا تو لَا تُظْلَمُوْنَ، وَلَا يُظْلَمُوْنَ کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ ظلم نہیں کرے گا۔ جتنا دیا اتنا واپس کر دیگا۔ مراد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کمی کی واقع نہیں ہوگی۔ اتنا دے گا کہ تمہارے پیٹ بھر جائیں گے تم کانوں تک راضی ہو جاؤ گے۔ یہ معنی ہے اس آیت کا یہ سب بیان کرنے کے بعد فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اس وقت جو ہم خرچ کرنے کی تاکید کر رہے ہیں تو یہ عام خرچ نہیں بلکہ خصوصیت سے ان فقراء کی خاطر خرچ ہے جو خدا کے رستے میں گھیرے میں آگئے اور ان میں زمین پر چل کر اپنے کمانے کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہی۔ وہ محبت کی رسیوں میں باندھے گئے اور ہمیشہ کے لئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قرب میں انہوں نے ڈیرے ڈال دیئے حالانکہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔ کھانے کے بھی وہ محتاج ہیں۔ پہننے کے بھی، اوڑھنے کے بھی محتاج ہیں۔ ان کی ساری ضرورتیں خدا پر چھوڑ دی گئی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرماتا ہے کہ تم ان کی ضرورتیں پوری کرو خدا تمہاری ضرورتیں پوری کرے گا۔ اور تمہاری ضرورتیں پوری کرنے میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو بھی انہی معنوں میں اصحاب الصفہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ جس رنگ میں بھی ہوں جہاں بھی ہوں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ان کی خدمت کی توفیق بخشے اور ان کا فیض، خدا تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں ساری دنیا کی جماعت پر نازل ہوتا رہے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود نے اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا

ہندوستان کے مشہور اور نامور ادیب جناب نیاز فتح پوری ایڈیٹر رسالہ نگار نے لکھا بانی احمدیت کے متعلق میرا مطالعہ ہنوز تشنہ تکمیل ہے .... وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب فراست و بصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعوے تجدید و مہدویت کوئی پادر ہوا بات نہ تھی اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔

(رسالہ نگار لکھنؤ نومبر ۱۹۵۹ء)

قسط نمبر (۱)

نظامِ جہانِ نو (NEW WORLD ORDER) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی ہی سے وابستہ ہے

قرآن کریم کا ایک عظیم چیلنج

از مکرم ابو عثمان ناصر صاحب

گزشتہ سال ۱۹۹۱ء میں خلیج میں ہونے والی جنگ کے پس منظر میں دنیا کی اس وقت کی سب سے بڑی سپر پاور امریکہ کا بیانگ دہل یہ دعویٰ ہے کہ وہ روئے زمین پر NEW WORLD ORDER کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ اور یہ کہ وہ اس کی بنیاد بھی اسی خطّہ سے رکھ رہا ہے۔ جس میں کہ زمین کے قریباً وسط میں خدا تعالیٰ کا سب سے پہلا پیارا گھر "خانہ کعبہ" واقع ہے جو کہ نہ صرف ظہور اسلام سے بھی صدیوں قبل سے آج تک پرستارانِ توحید کا مرکزی نشان رہا ہے۔ اور جسے خود خدا تعالیٰ نے امن کا گہوارہ قرار دیا ہے۔ (سورۃ التین ۴) بلکہ آج سے چودہ سو سال قبل اسی خطّہ یعنی عرب میں مقصودِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ پر شریعت کاملہ یعنی قرآن کریم کو نازل فرمایا۔ جو قیامت تک کے لئے تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات کی حامل آسمانی کتاب ہے۔ جس کی پیروی میں ہی تمام دنیا کا امن وابستہ ہے۔ اور نظامِ جہانِ نو بھی۔ لیکن اس کے برعکس آج دنیا کی ایک سپر پاور امریکہ ابلیسی دعویٰ کرتے ہوئے اسی خطّہ کو بنیاد بنا کر محض دنیاوی علوم شیطانی وساوس و خود ساختہ نظام معیشت و معاشرت اور دنیاوی اقتدار کے بل پر مجوزہ NEW WORLD ORDER کے قیام کا داعی ہے۔ جس کی ایک کڑی ہی خود امریکہ کے دعویٰ کے مطابق خلیج کی حالیہ جنگ اور اس کے بعد میڈرڈ (سپین) میں "مشرقِ وسطیٰ امن کانفرنس" کا انعقاد ہے۔ حالانکہ قرآن کریم اور خود امریکہ اور اس کے ہمنوا عیسائی ممالک کی مسلّمہ مذہبی کتاب "بائبل" کے مطابق اہلِ زمین کے لئے نیا نظام دینا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ جسے وہ بذریعہ وحی ہدایت اپنے انبیاء کرام کے ذریعہ دنیا میں رائج کرتا ہے۔ جس کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے ہماری نسلِ انسانی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا۔

اور پھر اُسے بلحاظ استعداد و ضرورت زمانہ مخصوص اوقات میں مخصوص سلسلوں میں تدریجاً رائج کرتا رہا ہے۔ اور بالآخر اُسے نافِ زمین مکّہ میں اپنے سب سے محبوب و مقبول بندے کے ذریعہ شریعتِ کاملہ قرآن کریم کی صورت میں قیامت تک کیلئے تمام دنیا کی دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کے لئے اپنی تکمیل کے آخری مراحل تک پہنچایا۔ چنانچہ قرآن کریم اور بائبل میں مذکور آدم اور ابلیس کے تمثیلی واقعہ سے ظاہر ہے کہ اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور آپ کے زمین پر نسلِ انسانی کی ہدایت کیلئے خدا تعالیٰ کا خلیفہ (یعنی نائب یا نبی) مقرر ہونے سے قبل بھی زمین پر ہمارے جیسے انسانوں کا وجود موجود تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے انسان یا ابنِ آدم کا نام نہیں دیا۔ بلکہ انسان کو انسان کا نام اُسی وقت دیا گیا جب کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ (نائب یا نبی) کے طور پر مبعوث فرمایا۔ اور آپ پر وحی ہدایت نازل فرما کر دنیا کو ایک روحانی نظام سے روشناس کرایا۔ (جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانی پانی سے بھی تشبیہ دی ہے۔ جو زمین پر برس کر "نظامِ نو" کے قیام کا موجب بنتا ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے بائبل اور قرآن کریم میں روحانی نظام یا نظامِ جہانِ نو کی نسبت "زمین و آسمان" یا "نئی زمین اور نئے آسمان" کی پیدائش کے الفاظ بھی آئے ہیں (جس کی وضاحت اپنے مقام پر آ رہی ہے) اور اسی نسبت سے زمین پر ہماری نسلِ انسانی کے پہلے ہادی یا دوسرے لفظوں میں زمین پر نظامِ نو کے قیام کے داعی کا نام اللہ تعالیٰ نے آدم رکھا اور اُسے ابو البشر قرار دیا گیا۔ کیونکہ "آدم" عربی کا لفظ ہے جو دو مادوں سے نکلا ہے ایک مادہ "ادیم" ہے۔ جس کے معنے سطح زمین کے ہیں اور دوسرا مادہ "اُدْمَۃ" ہے جس کے معنی گندمی رنگ کے ہیں)۔

آدم حضرت آدم علیہ السلام کا نام نامی ہے افرادِ جنس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

اسی طرح اَلْاِنْس کا مادہ ا ن س ہے اور اُنْسٌ (الف پر پیش کے ساتھ) نُفُوْرٌ کی ضد ہے اور اِنْسِیٌّ اِنْسٌ کی طرف منسوب ہے اور اِنْسٌ اُسے کہا جاتا ہے جو بہت زیادہ مانوس ہو اور ہر وہ چیز جس سے اُنس کیا جائے اُسے بھی اِنْسِیٌّ کہہ دیتے ہیں۔

اس زمانہ کے حَکَم و عَدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مدعی مہدویت و مسیحیت) لفظ انسان کی تعریف میں فرماتے ہیں:-

"انسان اصل میں اُنسان سے لیا گیا ہے جس میں دو حقیقی اُنس ہوں ایک اللہ تعالیٰ سے دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہو جاویں تو اس وقت انسان کہلاتا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو انسانیت کا مغز کہلاتی ہے۔"

(الحکم ۱۰ر جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

محولہ بالا بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جب ہماری نسلِ انسانی کی تہذیبِ نو یا روحانی نظام کی پہلی کڑی پر "نائبِ الٰہی" (آدم) کے دَور میں انسان میں تمدنی روح پیدا ہوئی (جو اس سے پہلے وحشی اور غیر متمدن تھا) تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو وحیٔ ہدایت سے مشرّف فرما کر اس وقت کے انسان کو اِنس یا انسان کا نام دیا اور زمین پر اس وقت کے انسان کو وحیٔ ہدایت کی روشنی میں نئی تہذیب سے روشناس کرانے والے ہماری نسلِ انسانی کے راہنما خلیفۃ اللہ یا نائب (نبی) کو آدم کا نام دیا تب اللہ تعالیٰ نے آسمانی مخلوق فرشتوں سے فرمایا:-

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ (الحجر ۳۰-۳۱)

یعنی جب اس (کے دل) میں اپنی روح (کلام) ڈال دوں تو تم سب اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہوئے (اللہ کے حضور) گر جانا۔ جس پر سب کے سب فرشتوں نے (اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کو) سجدہ کیا۔

پس محولہ بالا سورۃ الحجر کی آیات میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ جب اس (یعنی اللہ تعالیٰ) نے زمین پر توحید کے قیام کے لئے نوعِ انسانی کی دینی و دنیوی فلاح کے لئے "تہذیبِ نو" کے قیام کی طرح ڈال دی ہے۔ تو تمہارا یہ فرض ہے کہ تم اس کام میں حضرت آدمؑ کے ممد و معاون بن جاؤ جیسا کہ امام راغب اصفہانیؒ نے اپنی مفردات میں ائمہ اسلام کے اقوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسجدوا لآدم کے یہ معنی لکھے ہیں کہ ملائکہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ آدمؑ کی فرمانبرداری کریں اور اس کے مصالح اور اس کے ارادوں اور اس کی اولاد کے ارادوں اور خواہش کو پورا کرنے میں لگ جائیں۔

(مفرداتُ القرآن زیر مادہ س ج د)

پس اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو خبردار کیا کہ اب میں زمین میں لوگوں کی روحانی اور مادی فلاح کے لئے اپنا ایک خلیفہ (یعنی نائب یا نبی) بنانے والا ہوں۔ اس لئے تم اس کے "نظامِ نو" کو چلانے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو بروئے کار لاؤ اور اس کے معاون و مددگار بن جاؤ۔ جس پر فرشتوں نے سرِ تسلیم خم کیا۔ اور اسی طرح ہماری نسلِ انسانی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانہ کے لحاظ سے بلحاظ استعداد زمانہ اللہ تعالیٰ نے نئی تہذیب کی بنیاد ڈالی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ تدریجی طور پر بلحاظ زمان و مکان نوعِ انسانی کی استعدادوں کے مطابق اپنے انبیاء کرام بھیجتا رہا جو وحیٔ ہدایت کی روشنی میں الٰہی نظام کے تحت معاشی معاشرتی اور تمدنی زندگی گزارنے کی تلقین فرماتے رہے اور پھر (یعنی آج سے چودہ سو سال قبل) وہ وقت آیا جب کہ انسان خداداد استعدادوں کی اس منزل تک پہنچ چکا تھا جب کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحیٔ ہدایت کی ایک اعلیٰ ترین شکل کو اپنے وجود میں سمو لینے کے قابل ہو چکا تھا۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش یا انہیں زمین پر اپنا خلیفہ (یعنی نائب یا نبی) بنانے سے بھی قبل ملائکہ سے کہہ دیا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

آدم اور ابلیس کے تمثیلی قصہ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ذریعہ زمین پر تہذیب و تمدن کے قیام کے ارادہ سے فرشتوں کو آگاہ فرمایا تو اس پر فرشتوں نے کہا:۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۔
(البقرۃ: ۳۱)

انہوں نے کہا کہ کیا تو (ایسے شخص کو بھی) پیدا کرے گا جو اس (زمین) میں فساد کریں گے اور خون بہائیں گے اور ہم (تو وہ ہیں جو) تیری حمد کے ساتھ (ساتھ) تیری تسبیح (بھی) کرتے ہیں اور تجھ میں سب برائیوں کے پائے جانے کا اقرار کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت کے مطابق فرشتوں کا اگرچہ یہ استدلال صحیح تھا کہ اے اللہ تعالیٰ ہم جو دن رات تیری عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور تیری تحمید و تسبیح کرتے ہیں۔ تو پھر کیا ضرورت ہے کہ زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر نوع انسان کو اس مقصد کے لئے پیدا کرے جب کہ اس میں ایسے لوگ بھی ہونگے جو زمین پر فتنہ و فساد برپا کریں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:۔

اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
(البقرہ: ۳۱)

یعنی میں یقیناً وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اس قول الٰہی میں اگرچہ فرشتوں کے مندرجہ بالا استدلال کے جواب کا اثبات میں قرینہ موجود ہے کہ ہاں یہ بھی حقیقت ہے کہ اگرچہ میں (یعنی اللہ تعالیٰ) انسان کی عبادت کا محتاج نہیں ہوں اور یہ بھی ہے کہ انسان زمین میں فساد برپا کرے گا لیکن میں جو زمین و آسمان کا مالک ہوں اور (قال) اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
(البقرہ: ۳۴)

یعنی زمین و آسمان کے سب ازلی ابدی غیب کو جانتا ہوں میں ایک ایسا وجود پیدا کرنے والا ہوں جو سراپا امن ہوگا یعنی مقصود کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس یہ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ الخ اور اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں زمین پر نوع انسان کی ابتداء اور پھر ساری نوع انسانی کی ہدایت کے لئے حضرت آدمؑ کے ذریعہ نیابت الٰہی میں خدا تعالیٰ کی منشاء کا نقطۂ منتہیٰ تھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نسل انسانی کی ہدایت کے لئے مبعوث کرنا تھا۔ جس کی تائید اس حدیث قدسی سے بھی ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اے محمد اگر تجھے پیدا کرنا میرا مقصد نہ ہوتا تو میں یہ زمین و آسمان کو ہی پیدا نہ کرتا کیونکہ تو ہی ہے جسے میں نے تمام دُنیا کی ہدایت و راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ ۔ (سبا: ۲۹)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھ کو تمام ہی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہیں ایسا) رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اور فرمایا کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۔ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔
(احزاب: ۴۶-۴۷)

اے نبی ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تو (دُنیا کا) نگران بھی ہے اور مومنوں کو خوشخبری دینے والا اور کافروں کو ڈرانے والا بھی ہے اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

واضح رہے کہ سورۂ احزاب کی ان آیات میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی معنوں میں سورج قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ مادی لحاظ سے نظام شمسی کا محور و مرکز سورج ہوتا ہے پس اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روحانی نظام کے محور و مرکز ہیں جس سے روشنی ہدایت پا کر ہی تمام دُنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور آپ ہی پر نازل شدہ وحی ہدایت قرآن کریم پر چل کر حقیقی نظام جہان نو کا قیام ممکن ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت، دینی و دنیاوی فلاح اور امن کا موجب ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ (سورۃ انبیاء: ۱۰۸)

یعنی ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور آپ ہی ہیں جن کو اسم بامسمّیٰ کے طور پر ایسا دین دیا گیا ہے جو سراسر اسلام یعنی سلامتی امن اور صلح و آشتی کا دین ہے۔

اسی طرح آپ ہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین اور اپنی شریعت (یعنی قرآن کریم) کو کامل کیا۔ جو آپ کے مبعوث ہونے سے لے کر قیامت تک کے لئے تمام نوع انسان کے لئے بقاء امن و سلامتی اور دینی و دنیاوی دونوں جہان کی فلاح کے لئے ضابطۂ حیات کے طور پر نازل فرمایا گیا۔

جیسا کہ فرمایا:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔
(مائدہ: ۴)

آج میں نے (تمہارے فائدہ کیلئے) تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان (نعمت) کو پورا کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ہماری نسل انسانی کے لئے زمین پر جس تہذیب و تمدن کی ابتداء خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ اپنی شریعت کا ارتقاء میں بنیاد ڈالی تھی اسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کامل فرمایا اور اپنی آخری اور کامل شریعت آپ پر نازل فرما کر ایسے نظام جہان نو کی داغ بیل ڈالی جو قیامت تک تمام نوع انسانی کی ہدایت کیلئے ایک مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر تھی۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی پیدائش یا آپ کی خلافت فی الارض سے بھی قبل فرشتوں پر اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ الخ کے الفاظ میں فرمایا تھا۔

ہمارا عقیدہ

خدا کی ذات کا ہم احمدی عرفان رکھتے ہیں
محمد مصطفیٰؐ کے دین پہ ایمان رکھتے ہیں

تعصب کی زباں سے ہم کو کیوں کہتے ہو تم کافر
محمدؐ پر جو اترا تھا وہی قرآن رکھتے ہیں

وہی کعبہ وہی کلمہ وہی دین متین اپنا
شریعت کی سبھی باتوں پہ ہم ایقان رکھتے ہیں

محمد مصطفیٰؐ ختم رسل فخر دو عالم ہیں
وہ سب نبیوں کی زینت ہیں جو اعلیٰ شان رکھتے ہیں

ہمارے دل خدا کے پیار سے لبریز رہتے ہیں
خدا جو بولتا ہے اس پہ ہم ایمان رکھتے ہیں

خدا کا شکر ہے کہ مانا ہم نے سچے مہدی کو
اسی مہدی کی سالم اک پہچان رکھتے ہیں

وہ مہدی پا گیا شہرت زمیں کے ہر کنارے تک
صداقت کی وہ واضح اور مکمل ہر نشاں رکھتے ہیں

از:۔ خواجہ عبد المؤمن اوسلو، ناروے

سیرت طیبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

چند حسین پہلو

از قلم: محمد نسیم خان نائب ایڈیٹر بدر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ و مطہر زندگی روحانیت کا ایک ایسا چمن ہے جس کے سدا بہار درخت عشق الٰہی، عشق رسولؐ، عشق قرآن و محبت اسلام اور اخلاق حمیدہ کے بے شمار شیریں ثمرات سے لدے ہوئے ہیں۔ جن کا سایہ ہر خاص و عام گورے و کالے کیلئے یکساں راحت بخشتا ہے۔ جن کی بلندی پر پہاڑ بھی رشک کرتے ہیں۔ آپ کے مقدس صحیفہ زندگی کا ایک ایک ورق آپ کی صداقت کی بیّن دلیل ہے۔ آپ ایسے صاحب خصائل عالیہ و عظیم المرتبت کردار کے مالک تھے کہ آپ نے اپنے وجود کو دشمنوں کے سامنے یوں بطور حجت پیش فرمایا:۔

”خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طور پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے۔ اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے۔ اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی پر نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔“ (تذکرۃ الشہادتین)

آپ کی پاکیزہ زندگی کے بارہ میں آپ کو بچپن سے جاننے والے و آپ کے ہم مکتب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو آپ کے دعویٰ کے بعد آپ کے اشد ترین مخالف بن گئے تھے ان الفاظ میں شہادت دیتے ہیں:۔

”مؤلف براہین احمدیہ (یعنی حضرت مرزا صاحب) ... [illegible]

ومواقف کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہٗ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں۔“

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ شمارہ ۶)

سچ ہے:۔

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

عشق الٰہی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق الٰہی کا ایک عجیب ہی عالم تھا۔ آپؑ اپنا اکثر و بیشتر وقت مسجد میں ہی گزارتے تھے اور یاد الٰہی و قرآن کریم کے مطالعہ اور نوافل میں محو رہتے تھے۔ آپ کے عشق الٰہی و تعلق باللہ کا یہ حال تھا کہ جب آپ نے جوانی کی دہلیز میں قدم رکھا تو آپ کے والد صاحب نے آپ کی سرکاری ملازمت کی فکر کی۔ اور اپنے ایک سکھ زمیندار دوست کو آپ کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ آجکل ایک ایسا بڑا افسر برسر اقتدار ہے جس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ اس لئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے والد صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقعہ ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا کہ حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر

”میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں“

یہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کی خدمت میں حیران و پریشان ہو کر واپس آیا اور عرض کیا کہ آپ کے بیٹے نے یہ جواب دیا ہے۔ یہ سن کر آپ کے والد صاحب فرمانے لگے ”اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں؟ تو پھر خیر ہے اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا ...“

اور اس کے بعد بھی حضرت کے ساتھ آپ کے والد صاحب یہ ذکر فرمایا کرتے تھے کہ سچا رستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے۔ ہم تو دنیاداری میں اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔“ (سیرۃ المہدی جلد اول)

اللہ اللہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات بابرکات سے کیا عظیم عشق تھا آپ کو کہ اس کے لئے دنیوی نعمت و کرسی کو بھی ترک کر دیا۔ آپ کو خدا تعالیٰ سے کتنا گہرا تعلق تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار
(درثمین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس معشوق حقیقی کی نوکری کی تھی اس کی وفاداری و قدرشناسی ملاحظہ فرمائیں۔ روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے والد صاحب کے قرب وفات کا خیال آیا تو لازمۂ بشریت کے تحت آپ کو اپنے بارہ میں کسی قدر فکر ہوا۔ چنانچہ ابھی آپ کے والد صاحب اس دنیا سے رخصت نہ ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب عاشق کو جس نے بچپن سے ہی اس کے در کی نوکری کر لی تھی اس عظیم الشان الہام کے ذریعہ تسلی دی کہ

”اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ“ (تذکرہ)

یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے ایک ایک لمحہ کا مطالعہ کریں اور غور کریں اور ڈھونڈیں کہ اس الہام کے بعد کیا کبھی آپؑ پر ایسا بھی وقت آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کا ساتھ چھوڑ دیا ہو؟ یا کبھی آپؑ کی زندگی میں ایسی بھی ضرورتیں آئی ہوں جو پوری نہ ہوئی ہوں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ساتھ تا دم آخر نہیں چھوڑا۔ ہر دینی و دنیوی دولتوں سے آپؑ کا گھر بھر دیا۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے دن رات
ہزار ایسی ترے فضلوں کا ... [illegible]
فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق الٰہی و فدائیت رسول و غیرت اسلام کا ایک زمانہ گواہ ہے۔ چنانچہ آپ کی وفات پر امرتسر کے غیر احمدی اخبار ”وکیل“ نے لکھا:۔

”مرزا صاحب کی رحلت ان کے بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا بھی جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔۔۔۔۔ مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و عظمت ۔۔۔۔۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے ۔۔۔۔۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا ۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے اسلام کی خاص خدمت سر انجام دی ہے ۔۔۔۔۔ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ مرزا صاحب کی یہ تحریریں نظرانداز کی جا سکیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن ... شخص پر خدا تعالیٰ کی خاص رحمت کا سایہ ہوگا ... [illegible] ... مسجد میں لگا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر یہ حدیث من و عن چسپاں ہوتی ہے۔ سیرۃ المہدی میں آتا ہے کہ ایک بار ایک بڑا افسر یا رئیس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کے پاس آیا اور پوچھا کہ سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے مگر ہم نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔ اس پر آپ کے والد صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا تو ہے مگر وہ نئی شادی شدہ دلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے اگر اسے دیکھنا ہو تو مسجد کے کسی گوشہ میں جا کر دیکھ لیں وہ تو مسیتڑ ہے (یعنی دن رات مسجد میں ہی عبادات میں لگا رہتا ہے۔)

گویا آپ خدا تعالیٰ کی عبادت میں اتنا منہمک رہتے تھے کہ بس مسجد کے ہی ہو گئے تھے۔ درحقیقت یہ خاصہ مامورین من اللہ ہے کہ دعویٰ سے قبل ان کی زندگی عبادات و ریاضات میں گذرتی ہے۔ البتہ دعویٰ کے بعد ان کی زندگی جہاد کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ سے کس قدر عشق تھا اور اس کے دیدار کے لئے آپ کس قدر بیقرار رہتے تھے اس کا اندازہ آپ کے ان اشعار سے کیا جا سکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں :-

"اے سر و جان و دل و ہر ذرّہ ام قربانِ تو
بر دلم بکشا ز رحمت ہر درِ عرفانِ تو
عاشقانِ خویش را ہر دو عالم مے دہی
ہر دو عالم ہیچ پیشِ دیدۂ غلمانِ تو"
(چشمۂ مسیحی)

"یعنی اے وہ کہ تجھ پر میرا سر اور میری جان اور میرا دل اور میرا ہر ذرہ قربان ہے۔ تو اپنے رحم و کرم سے میرے دل پر اپنے عرفان کا ہر رستہ کھول دے۔ تو بے شک اپنے عاشقوں کو دونوں جہان بخش دیتا ہے مگر تیرے غلاموں کی نظر میں دونوں جہانوں کی کیا حقیقت ہے وہ تو صرف تیرے مُنہ کے بھوکے ہیں۔"

پھر ایک جگہ آپ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :-

در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ می خواہم از تو نیز توئی
(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اوّل)

یعنی دونوں جہانوں میں میرا تو بس تو ہی محبوب ہے اور میں تجھ سے صرف تیرے ہی وصال کا آرزومند ہوں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ خدا تعالیٰ کی طرف چل کر جاتا ہے تو وہ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ چنانچہ اس کا نظارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بدرجہ اتم نظر آتا ہے۔ آپ کے اسی خلوص و عشق و فدائیت کے جواب میں رحمتِ الٰہی نے آپ کو ماں مہربان کی طرح اپنی آغوش میں لے لیا اور بڑے پیار سے الہاماً فرمایا :-

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ"
(تذکرہ)

یعنی تو میرے نزدیک بمنزلہ بیٹا کے ہے۔ یعنی اس زمانہ میں عیسائیت نے جھوٹ اور افتراء کے طور پر مسیح کو خدا کا اصلی بیٹا بنا رکھا ہے اس لئے میری غیرت نے تقاضا کیا کہ میں تیرے ساتھ ایسا پیار کروں کہ جو اولاد کا حق ہوتا ہے تاکہ دنیا پر ظاہر ہو کہ محمد رسول اللہ صلعم کے شاگرد تک اطفال اللہ کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں۔

معروف و ممتاز صحافی علامہ نیاز فتحپوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ جو آپ نے اپنے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھا ہے سے متأثر ہو کر لکھتے ہیں :-

"یہ قصیدہ اپنی لسانی اور فنی خصوصیات کے علاوہ مرزا صاحب کی رسول اللہ صلعم سے والہانہ محبت کے لحاظ سے بھی بڑا پُر اثر ہے۔"
(رسالہ "نگار" اپریل ۱۹۶۰ء)

پھر خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا :-

"اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ"
(تذکرہ)

"یعنی اے میرے پیارے رسول محمد عربی صلی اللہ (علیہ وسلم) کے دین کی دن رات خدمت کرنے والے اور اس محبوب عربی کے روحانی فرزند (تو کبھی اپنے آپ کو اکیلا نہ سمجھنا) میں ہمیشہ تیرے ساتھ ہوں۔ اور تجھے اپنی دائمی معیت کا شرف بخشتا ہوں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے پیارے آسمانی آقا کے پیار و محبت و معیت پر اس قدر ناز تھا کہ آپ اپنے مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :-

"جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار"
(درثمین)

عشقِ رسول

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے جان و دل سے پیارے آقا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا وہ آپ اپنی مثال ہے۔ آپ کے وجود کا ہر ذرہ ہر وقت آپ کی محبت میں قربان ہونے کے لئے بیقرار رہتا تھا۔ آپ ہر وقت عشق رسول کی شراب سے مخمور رہتے تھے۔ آپ کا مشہور شعر ہے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
(ازالہ اوہام)

یعنی خدا کے بعد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے نشہ میں مست و متوالا ہو رہا ہوں اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں۔

آپ کے عشق محمدی کی حلفیہ گواہی آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ اس طرح دیتے ہیں کہ :-

"یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر پیدا ہوا۔ اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں ...... میں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے۔ میں اسی آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آ گئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا ذرہ ذرہ اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء)

آپ کی سیرت طیبہ کی کتب میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک قادیان میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسان بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا۔ وہ شعر اس طرح ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

"یعنی اے میری جان سے پیارے محبوب! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے کوئی پروا نہیں ہے مجھے تو صرف تیری وفات کا ڈر تھا جو آج واقع ہو گیا۔"

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روتے دیکھا تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضور کیا بات ہے؟ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور یہ آرزو اور تڑپ مجھے تڑپا رہی تھی کہ **کاش یہ شعر میرے منہ سے نکلتا۔** (سیرۃ المہدی)

یہ تھا آپ کا عشق رسول کہ جو شخص مصائب و شدائد کے طوفان سے مسکراتے ہوئے ٹکراتا تھا جو دشمنوں کی ایذاؤں اور استہزاؤں اور مظالم کا پہاڑ کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کرتا تھا۔ بڑے سے بڑے دکھ اور صدمے کو جس کے سینہ نے مسکراتے ہوئے سہہ لیا تھا۔ یہاں تک کہ بعض فدائیوں کو اس کی عین حیات میں پتھر مار مار کر شہید کر دیا گیا لیکن اس کے صبر کا پیمانہ کبھی لبریز نہ ہوا۔ اس کے دل کے جذبات کبھی دوسروں پر ظاہر نہ ہوئے لیکن وہی شخص جب اپنے پیارے آقا و مطاع محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا ہے تو اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا ہے۔ اور جب اس محبوب کی جدائی کا غم دل میں نہیں سماتا تو آنسو بن کر آنکھوں سے بہنا شروع ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ۔

ہر کوئی جانتا ہے کہ پنڈت لیکھرام اسلام کے پکے دشمن تھے۔ وہ اسلام اور سید المعصومین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ گالیاں دیتے تھے۔

ان کی زبان جب چلتی تھی تو بانئ اسلام کے خلاف گند اور دشنام دہی کے سوا کچھ نہ بکتی تھی۔ چنانچہ بانئ اسلام کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت نے انہیں مباہلہ کے لئے للکارا اور آخر اس مباہلہ کے نتیجہ میں وہ خدائی شمشیر سے ہلاک کئے گئے۔ اور اپنی ہلاکت سے اسلام اور بانئ اسلام اور بانئ احمدیت کی صداقت کی تصدیق کر گئے۔ انہیں پنڈت جی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر میں تھے۔ اور لاہور کے اسٹیشن کے پاس ایک مسجد میں نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے۔ پنڈت لیکھرام آپ کے سامنے آکر ہندوانہ طریق پر سلام کیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ گویا کہ آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ اس پر پنڈت جی نے دوسرے رخ سے ہو کر پھر دوسری دفعہ سلام کیا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام پھر خاموش رہے جب پنڈت جی مایوس ہو کر لوٹ گئے تو کسی نے یہ خیال کر کے کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت لیکھرام کا سلام نہیں سنا ہو گا حضور سے عرض کیا کہ پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جلال اور غیرت کے ساتھ فرمایا کہ:-

"ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے" (سیرۃ المہدی)

یہ تھی آپ کی غیرت رسولؐ! جھوٹا اور مفتری ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گستاخ رسولؐ تھے۔ آپ کے عشق رسولؐ کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

یعنی میرے جان و دل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ خداداد پر قربان ہیں۔ اور میں آپ کے آل و عیال کے کوچہ کی خاک پر نثار ہوں۔

آپ کی تحریرات میں عشق رسولؐ سے پر بے شمار ایسے مقامات ہیں جنہیں پڑھ کر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

بجان ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

(آئینہ کمالات اسلام)

یعنی اے میرے آقا! تو نے میرے روئیں روئیں کو اپنے عشق سے منور کر دیا ہے سوائے محمدؐ کی جان تجھ پر میری جان قربان ہے۔

پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيْقَةَ بَهْجَتِيْ
لَمْ اَخْلُ فِيْ لَحْظٍ وَّلَا فِيْ اٰنٖ
جِسْمِيْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

(آئینہ کمالات اسلام)

"یعنی اے میری خوشیوں کے باغیچے! میں ایک لمحہ اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں رہتا۔ میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کے لئے تڑپ رہا ہے۔ اے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی"۔

آپ کے اندر عشقِ رسولؐ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا اور غیرت رسولؐ کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں:-

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں ...... میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کیا کرتے رہتے ہیں ....
خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے

آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت و نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش"۔

(ترجمہ عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام)

لاہور کے مشہور غیر احمدی رسالہ "تہذیب النسواں" کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا:-

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم۔ بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

عشقِ قرآن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے بے حد عشق تھا کثرت سے تلاوت اور اس کے مطالب و مضامین پر غور کرنا آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ آپ نے اپنی کتابوں میں قرآنی حقائق و معارف کے موتی جڑ دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پر قرآن کریم کے ایسے اعلیٰ و ارفع نکات کھولے کہ جس کی نظیر آپ سے پہلے کہیں نہیں ملتی۔ قرآن کریم سے آپ کو اس قدر عشق تھا کہ آپ ایک جگہ خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

نیز آپ نے اپنے خداداد علوم قرآنی کو تحدی کے ساتھ علمائے اسلام کے سامنے بطور اپنی صداقت کے یوں پیش فرمایا:-

"میرے مخالف کسی سورت قرآنی کی بالمقابل تفسیر بنا دیں یعنی روبرو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جائے اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے پھر اگر میں حقائق و معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں"۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

آپ نے اپنے مکذبین علماء و سجادہ نشین کو چیلنج دیا کہ اگر تم کو یہ زعم ہے کہ تم میری تکذیب میں سچے ہو اور میں مفتری ہوں اور مجھ پر یہ نہیں کھلا تسلیم ہے کہ کسی غیر کی ہمت نہیں، جو اللہ کے دل پر قرآن کریم کا معرفت کا چشمہ جاری ہو۔ ایسا چشمہ پھوٹ رہا ہے کہ تو آپ کی عربی میں سورۃ فاتحہ کی نہایت لطیف پر معارف تفسیر لکھ کر بعد اعجاز المسیح کے نام سے شائع ہوئی مخالفین علماء کو مدت مقررہ میں اس کے مقابلہ میں تفسیر لکھنے کے لئے للکارا اور ساتھ فرمایا کہ

اگر تمہاری تفسیر میری تفسیر پر فائق رہی تو میں پانچ صد روپے تمہیں دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ہاں ساتھ ہی آپ نے یہ پیشگوئی بھی فرما دی کہ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے چنانچہ زمانہ گواہ ہے کہ سوائے آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ نے اپنی جماعت کو تعلیم دی کہ:-

"نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے"۔ (کشتی نوح)

دوستوں سے حسنِ سلوک

خالقِ فطرت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسا وسیع دل بخشا تھا جو بے پناہ محبت اور شفقت و ہمدردی سے لبریز تھا۔ آپ دوستوں سے ایسا حسن سلوک فرماتے تھے کہ مادر مہربان اپنے بچے سے کیا کرے گی۔ آپ کی شفقت و پیار کا ہی نتیجہ تھا کہ بہتوں نے آپ کی خاطر اپنے گھر و بار و عزیز و اقارب چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے آپ کے قدموں میں ڈیرہ لگا لیا اور پھر کبھی واپسی کا نام تک نہ لیا۔ کتنوں نے اپنے اعلیٰ سرکاری عہدے ترک کر کے آپ کے در کی گدائی کو بادشاہی گردانا۔ ہاں یہ اسی پیار و محبت و شفقت کا نتیجہ تھا کہ کتنوں کو آپ پر ایمان لانے کی وجہ سے بے دردی سے سنگسار کیا گیا۔ لیکن انہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کے دامن کو چھوڑنا برداشت نہ کیا۔ اس سلسلہ میں ایک محبت آفروز واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔ آپ کے ذاتی گھر کا ذکر کر کے حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ آپ کے ہمراہ میں لودھیانہ گیا۔ جون کا مہینہ تھا اور جس مکان میں حضورؑ ٹھہرے تھے وہ نیا بنا ہوا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی پر لیٹ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹہل رہے تھے۔ میں جب جاگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپؑ نے بڑی محبت سے فرمایا آپ کیوں اٹھے ہیں؟ میں نے عرض کیا آپؑ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں اوپر کیسے سوئے رہوں۔ آپؑ نے مسکرا کر فرمایا۔ آپ بے تکلف سے لیٹے رہیں۔ میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ بچے شور کرتے تھے تو میں انہیں روکتا تھا تاکہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ)

اندازہ لگائے کہ آقا ہو کر خادم کے ساتھ کیا ہی عجیب دلربا سلوک ہے آپ کا! کہ خادم چارپائی پر سو رہا ہے اور آقا (فداہ ابی و امی) اپنے خادم کا زمین پر لیٹے ہوئے جاگ کر پہرہ دے رہا ہے۔

مخالفین سے حسنِ سلوک

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رحمۃ للعالمین کے ظلِ کامل کے طور پر تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے مامور کئے گئے تھے آپ کے سینہ مبارک میں ہر فرد بشر کے لئے خواہ وہ کسی دین و مذہب سے تعلق رکھتا ہو بے انتہا پیار تھا۔ آپؑ اپنے دل کی کیفیت یوں بیان فرماتے ہیں:-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔"

(اربعین ع۱)

آپؑ کی سیرت طیبہ کا درج ذیل واقعہ دشمنوں سے حسنِ سلوک کا منہ بولتا ثبوت ہے:-

"آپؑ کے چچا زاد بھائیوں مرزا نظام الدین وغیرہم نے جو آپؑ کے خونی دشمن تھے آپؑ کے مکان کے سامنے دیوار کھینچ کر آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا اور پھر بالآخر مقدمہ میں خدا تعالیٰ نے آپؑ کو فتح عطا کی۔ اور ان لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے دیوار گرانی پڑی تو اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے وکیل نے آپ سے اجازت لینے کے بغیر ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری جاری کرا دی۔ اس پر نظام الدین وغیرہ بہت گھبرائے اور مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عاجزی کا خط بھجوا کر رحم کی التجا کی۔ آپ نے نہ صرف ڈگری کے اجراء کو فوراً رکوا دیا بلکہ اپنے خونی دشمنوں سے معذرت بھی کی کہ میری لاعلمی میں یہ کارروائی ہوئی ہے۔ جس کا مجھے افسوس ہے اور آپؑ نے اپنے وکیل کو ملامت فرمائی کہ ہم سے پوچھے بغیر خرچہ کی ڈگری کا کیوں اجراء کر دیا گیا ہے؟"

(سلسلہ احمدیہ)

یہ تھا آپؑ کا حسین سلوک ان دشمنوں کے ساتھ جنہوں نے آپؑ کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

مہمان نوازی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمان نوازی و اکرام ضیف جیسی صفات حسنہ سے بدرجہ اتم متصف تھے۔ حتی الوسع مہمانوں کے لئے ان کی عادت کے موافق چیزیں مہیا فرماتے ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ اسی طرح جب مہمان جانے لگتے تو انتہائی محبت و اکرام اور دعاؤں کے ساتھ رخصت فرماتے اور بسا اوقات ایک ایک میل دو دو میل تک انہیں رخصت کرنے کے لئے پیدل جاتے۔ مہمانوں کے واپس جانے پر آپ کے دل کو اس طرح رنج پہنچتا تھا کہ گویا اپنا قریبی عزیز رخصت ہو رہا ہے۔

اس سلسلہ میں دو ایمان افروز دلربا واقعات ہدیۂ قارئین ہیں:-

جناب سیٹھ غلام نبی صاحب روایت کرتے ہیں:-

"ایک دفعہ میں مع اہل و عیال قادیان آیا۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے مکان میں ٹھہرا۔ قریباً بارہ بجے رات کا وقت ہوگا کہ کسی نے دستک دی۔ میں جب باہر آیا تو دیکھا کہ حضورؑ ایک ہاتھ میں لوٹا اور گلاس اور ایک ہاتھ میں لیمپ لئے کھڑے ہیں۔ فرمانے لگے کہ کہیں سے دودھ آگیا تھا میں نے خیال کیا کہ بھائی صاحب کو بھی دے آؤں۔"

(سیرۃ المہدی حصہ سوم)

اللہ اللہ کیا شانِ میزبانی ہے کہ آپ کی ہر ادا پر قربان ہونے کو دل چاہتا تھا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ مرحوم کپورتھلوی بیان فرماتے ہیں کہ:-

"دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے مہمان خانہ والوں سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے۔ اور چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا آپ خود اپنا سامان اتروائیں چارپائیاں مل جائیں گی دونوں مہمان اس بات سے رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ پر سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا حضورؑ ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا۔ (یعنی قادیان سے تقریباً دو میل دور) حضورؑ کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے حضورؑ نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے درد پہنچا ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے حضورؑ نے یکہ میں سوار ہونے کیلئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے حضورؑ نے خود ان کے بستر اتارنے کیلئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لئے حضورؑ نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروا دیئے۔ اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھانا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح رات کو دودھ کیلئے پوچھا غرض کہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں۔ اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے۔ راستہ کی تکلیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں۔ اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہوگی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔"

(سیرت المہدی حصہ چہارم)

پس مبارک ہے وہ جو خدا کے بھیجے ہوئے مسیح محمدی کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر ایمان کی دولت سے اپنے دامن کو دارین کی حسنات سے پُر کرتا ہے۔ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کی غرض سے ۱۹۰۵ء میں قادیان تشریف لائے۔ قادیان سے واپس جا کر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اپنے تأثرات اخبار "وکیل" امرتسر میں اس طرح تحریر فرمائے:-

"میں نے کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ ... مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے۔ جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے۔ اور باتوں میں ملائمت ہے طبیعت منکسر مگر حکومت خیز۔ مزاج ٹھنڈا۔ مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں۔ مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقعہ دیا کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر واپس جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں۔ اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں ...... میں جس شوق کو لے کر گیا تھا اسے ساتھ لایا۔ اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے۔"

جماعتہائے احمدیہ بھارت کے زیر اہتمام

جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

قادیان

۲۰ فروری ۱۹۹۲ء مسجد اقصیٰ قادیان میں ۹ بج کر پندرہ منٹ پر جلسہ یوم مصلح موعودؓ زیر صدارت مکرم منظور احمد صاحب گھنوکے وکیل الاعلیٰ تحریک جدید منعقد ہوا۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ احمدیہ کی تلاوت کے بعد عزیز ناصر علی صاحب عثمان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر بیان فرمایا اور مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر نے پیشگوئی کا الہامی متن پڑھ کر سنایا۔ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے بعنوان "سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت طیبہ پیشگوئی مصلح موعود کی روشنی میں" تقریر کی۔ بعدہ مکرم سلطان صلاح الدین کبیر صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ آخر پر مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظر نشر و اشاعت نے "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" بعنوان پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ بابرکت اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی۔ مستورات نے مسجد مبارک میں جلسہ کی کارروائی کو سنا۔

جلسہ یوم مصلح موعود کی خوشی میں مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیر اہتمام خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے اور خدام و اطفال میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

دہلی

مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مبلغ دہلی تحریر فرماتے ہیں کہ جماعت احمدیہ دہلی نے حالات کے پیش نظر ۲۱ فروری کو جمعہ کی ادائیگی کے بعد مسجد بیت الہادی احمدیہ مشن نئی دہلی میں زیر صدارت مکرم صوفی عبد الشکور صاحب صدر جماعت احمدیہ جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا۔ مکرم انور رضا خان صاحب نے تلاوت کی نظم خوانی کے بعد مکرم انصار احمد صاحب، مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب، منذ اشمی آف حیدر آباد۔ مکرم رحمت اللہ خان صاحب، خاکسار عنایت اللہ اور صدر جلسہ نے پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر دلچسپ رنگ میں روشنی ڈالی۔ مکرم تنویر احمد صاحب آف امروہہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔

آخر میں محترم صدر صاحب نے اجتماعی دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ جلسہ کی تمام کارروائی کو لجنات نے بھی پردے کی رعایت سے سنا۔

حیدر آباد

مورخہ ۲۳ فروری کو جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا ۲۲ فروری کی شام کو ہی محترمہ نعیمہ بشیر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے اپنی نگرانی میں لجنات کے ہمراہ مشن ہاؤس کے ہال کو جھنڈیوں سے سجایا اور تعرے آویزاں کئے اور ۲۳ فروری کو صبح گیارہ بجے سے اڑھائی بجے تک لجنات و ناصرات کا جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا جس میں لجنات کی حاضری ماشاء اللہ بہت اچھی تھی۔ الحمد للہ۔

بعد نماز عصر محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر صوبائی کی زیر صدارت جلسہ مصلح موعودؓ شروع ہوا تلاوت قرآن مجید، مکرم قاری محمد عبد القیوم صاحب نے کی جبکہ مکرم مقصود احمد صاحب مشرق نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ ازاں بعد مکرم سید فیروز الدین صاحب نمائندہ خدام، ڈاکٹر محبوب احمد صاحب تربیتی، محترم الحاج محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی سکرٹری تبلیغ، محترم محمد کریم الدین صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان اور خاکسار حمید الدین شمس کی تقریر ہوئی بعدہ صدر جلسہ نے ان خوش نصیب خدام کو جنہیں دہلی میں حضور انور کے قیام کے دوران خدمت انجام دینے کا موقعہ ملا۔ حضور انور کی طرف سے قلم بطور تحفہ عطا کئے۔ آخر میں صدر اجلاس نے سب مقررین اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ میں غیر معمولی طور پر افراد جماعت اس قدر تشریف لائے کہ سارا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا غیر احمدی بھی تشریف لائے بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ مغرب و عشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد خدام نے اس خوشی کے موقعہ پر مٹھائی تقسیم فرمائی۔

(حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

سونگھڑہ

مورخہ ۲۰ فروری بروز جمعرات مسجد احمدیہ دھوداں ساہی میں شام ۷ بجے جناب سید عبید السلام صاحب صدر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد ہوا۔ مکرم سید انوار الدین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ ہیڈ ماسٹر عبد الحمید ایم۔ ای اسکول نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ سنایا۔ مکرم جب نجیم خان صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم سید فضل نعیم صاحب، خاکسار سیف الرحمن نائب قائد سونگھڑہ، مکرم سید انوار الدین صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ ہیڈ ماسٹر عبد الحمید ایم۔ ای۔ اسکول، مکرم مولوی سید سلیمان صاحب معلم وقف جدید سونگھڑہ اور میر عبد الرحیم صاحب سکرٹری مال سونگھڑہ نے مختلف عنوانات کے تحت تقاریر کیں۔ دوران جلسہ مکرم محمد یونس صاحب، مکرم مولوی عبد الحلیم خان صاحب نے نظم سنائی۔

بعدہ صدر جماعت سونگھڑہ نے حضرت مصلح موعود کے ساتھ گزارے ہوئے زندگی کے لمحات میں سے ذاتی تاثرات بیان کرکے حاضرین مجلس کے ایمان کو تازہ کیا آخر میں خاکسار نے حاضرین مجلس کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔

جلسہ کے بعد محلہ دھوداں ساہی کے افراد نے مل کر تمام حاضرین مجلس میں شیرینی تقسیم کی

(سیف الرحمن نائب قائد سونگھڑہ)

کلکتہ

مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۹۲ء بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ کلکتہ میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ۔ زیر صدارت مکرم جناب خورشید احمد انور صاحب ناظم وقف جدید قادیان (منزل کلکتہ) منعقد ہوا۔

مکرم سید صباح الدین صاحب انسپکٹر وقف جدید کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم سید منظر حسن صاحب کی نظم خوانی سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ ازاں بعد مکرم جناب مظہر احمد صاحب باغی نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا الہامی متن پڑھ کر تمام حاضرین کو سنایا۔ بعدہ مکرم جناب ناصر احمد صاحب معلم وقف جدید، مکرم جناب نور احمد صاحب۔ خاکسار محمد فیروز الدین انور، مکرم ماسٹر مشرف علی صاحب امیر جماعت کلکتہ نے تقاریر کیں۔

عزیزم تنویر احمد نے ایک مضمون حضرت مصلح موعود کی سیرت پر پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد مکرم جناب ناصر احمد صاحب بالی نے نظم سنا کر سامعین کو محظوظ فرمایا۔ صدارتی خطاب میں صدر محترم نے حضرت مصلح موعود کی تحریکات خاص کر وقف جدید تازہ اور شیریں پھل پر روشنی ڈالی۔

دعا و نماز عشاء کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا

(محمد فیروز الدین انور۔ سکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کلکتہ)

جمشید پور

۲۲ فروری ۱۹۹۲ء خاکسار کی صدارت میں مکرم محمد زبیر احمد صاحب کی تلاوت اور مکرم میر احمد فاروقی صاحب کی نظم کے بعد جلسہ یوم مصلح موعودؓ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

مکرم میر احمد عارف صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ متن پڑھ کر سنایا۔ اور پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر بیان کیا بعدہ مکرم میر احمد اشتیاق صاحب مکرم میر احمد اسلم صاحب، مکرم میر احمد صادق صاحب ایم نے تقاریر کیں آخر پر خاکسار نے مقررین و سامعین کا شکریہ ادا کیا اور حضرت مصلح موعودؓ کی بعض پیشگوئیاں اور الہامات کا ذکر کیا۔ اجتماعی دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا

(محمد صادق صدر جماعت جمشید پور)

یاری پورہ

۲۳ فروری ۱۹۹۲ء کو جماعت احمدیہ یاری پورہ کے زیر اہتمام بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ یاری پورہ میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد زیر صدارت مکرم محترم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر جماعت احمدیہ یاری پورہ عمل میں آیا۔ مکرم غلام نبی صاحب [illegible] کی تلاوت قرآن کریم اور کشمیری ترجمہ کے بعد عزیز امتیاز احمد میر صاحب نے کلام محمود سے نظم خوانی کی۔ بعدہ عزیز شفقت اقبال صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد خاکسار میر عبد الرحمن محترم صدر جلسہ نے مصلح موعودؓ کی سیرت پر دلنشین انداز میں روشنی ڈالی اور نئی پود کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ دوران جلسہ عزیز محمود احمد صاحب ٹاک نے نظم پڑھی۔ اجتماعی دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(میر عبد الرحمن یاری پورہ)

(باقی)

حیاتِ مقدسہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تاریخوں کے آئینہ میں

صرف چند جھلکیاں

از قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر بدر

۱۳ فروری ۱۸۳۵ء - بروز جمعہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ۔

۱۸۴۲ - ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب ۔

۱۸۵۲ - حضورؑ کی پہلی شادی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی ۔

۱۸۶۴ - رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ۔

۱۸۶۴ - سیالکوٹ میں ملازمت کا آغاز ۔

۱۸۶۸ - آپ کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کا انتقال ۔

۱۸۷۲ - ملک کے مختلف اخبارات میں مضامین کے سلسلہ کا آغاز ۔

۱۸۷۳ - فارسی میں منظوم کلام کہنا شروع کیا ۔

۱۸۷۵ - حضورؑ نے آٹھ نو ماہ تک لگاتار روزے رکھے ۔

۱۸۷۶ - بکثرت مکالمات و مخاطبات کی ابتداء اور الہام" الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ "

۱۸۷۷ - حضورؑ کے خلاف پہلا مقدمہ (مقدمہ ڈاکخانہ) دائر کیا گیا اور بریت ۔

۱۸۷۷ - سفر سیالکوٹ ۔

۱۸۷۸ - اخبار سفیر ہند میں آریہ سماج کے خلاف حضور کا انعامی مضمون شائع ہوا ۔

۱۸۸۰ء - حضور پر قولنج زحیری کا خطرناک حملہ اور اعجازی شفاء کا نشان ۔

۱۸۸۲ - ماموریت کا پہلا الہام ۔

۱۸۸۳ - مسجد مبارک کی تعمیر کا آغاز اور تکمیل ۔

۱۸۸۳ - پنڈت لیکھرام سے مقابلہ کا آغاز ۔

۱۸۸۴ - پہلا سفر لدھیانہ اور سفر مالیر کوٹلہ ۔ سفر سنور ۔

۱۷ نومبر ۱۸۸۴ - حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے دہلی میں حضور کا نکاح اور شادی ۔

مارچ ۱۸۸۵ - ایک اشتہار کے ذریعہ دعویٰ مجددیت کا عام اعلان اور نشان نمائی کی عالمگیر دعوت

جولائی ۱۸۸۵ - سرخ چھینٹے پڑنے کا نشان ظاہر ہوا ۔

اگست ۱۸۸۵ - قادیان کے آریوں کی طرف سے نشان نمائی کی درخواست ۔

نومبر ۱۸۸۵ - ستارے ٹوٹنے کا آسمانی نظارہ ظاہر ہوا ۔

۲۲ جنوری ۱۸۸۶ - چلہ کشی کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے ۔

۱۷ مارچ ۱۸۸۶ - چلہ کشی کے بعد قادیان واپسی ۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ - اشتہار درباره پیشگوئی مصلح موعود تحریر فرمایا جو "ریاضِ ہند" امرتسر میں چھپا ۔

۱۸۸۶ - انبالہ کا سفر اور ایک ماہ قیام کے بعد واپسی ۔

۸ ستمبر ۱۸۸۷ - "داغِ ہجرت" کا الہام ہوا ۔

۷ جنوری ۱۸۸۸ - حضرت مولانا نورالدینؓ کی بیماری کی وجہ سے سفر جموں اختیار کیا ۔

۱۰ مئی ۱۸۸۸ - پادری فتح مسیح کی طرف سے پیشگوئیوں میں مقابلہ کی دعوت ۔

" ۱۸۸۸ - محمدی بیگم کے بارہ میں الہامات ۔

جون ۱۸۸۸ - اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا ارشاد ۔

۱۸۸۸ - وزیرِ اعظم پٹیالہ سید محمد حسن خان صاحب کی دعوت پر پٹیالہ کا سفر ۔

دسمبر ۱۸۸۸ - اشاعت سبز اشتہار اور بیعت کا اعلانِ عام ۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ - اشتہار بعنوان تکمیلِ تبلیغ میں دس شرائطِ بیعت کا اعلان ۔

۴ مارچ ۱۸۸۹ - بیعت کے اغراض و مقاصد پر مشتمل اشتہار کی اشاعت ۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ - لدھیانہ میں بیعتِ اولیٰ اور جماعتِ احمدیہ کا آغاز ۔

۱۸۹۰ - دعویٰ مسیحیت اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرف سے فتویٰ تکفیر ۔

مارچ ۱۸۹۱ - علماء کو تحریری مباحثہ کی دعوت ۔

مئی ۱۸۹۱ - پادریوں کو وفاتِ مسیح پر تبادلۂ خیالات کی دعوت ۔

۱۸۹۱ - اعلانِ دعوائے مہدویت ۔

ستمبر ۱۸۹۱ء - سفرِ دلی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی عبدالحق صاحب کو مباحثہ کی دعوت ۔

دسمبر ۱۸۹۱ - جماعتِ احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا ۔

جنوری ۱۸۹۲ - عبدالحکیم کلانوری سے مباحثہ جو ۳ فروری تک جاری رہا ۔

۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ - علماء کو مباہلہ کی پہلی دعوتِ عام ۔

جنوری ۱۸۹۳ - ایک رات میں حضور کو عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھائے گئے ۔

۱۸۹۳ - "التبلیغ" کے عنوان سے عربی میں ایک فصیح و بلیغ تصنیف ۔

مارچ ۱۸۹۳ - مخالفین کو عربی میں مقابلہ کی دعوت ۔

جون ۱۸۹۳ - پیشگوئی درباره آتھم ۔

۱۸۹۴ - آپ کی صداقت میں رمضان میں چاند گرہن ہوا ۔

۱۸۹۴ - " " " سورج کو گرہن لگا ۔

۹ ستمبر ۱۸۹۴ - آتھم کو ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج جو بڑھا کر چار ہزار کر دیا گیا ۔

۱۸۹۴ - حضور پر پادریوں اور دوسرے مخالفین کی طرف سے بغاوت کا الزام لگایا گیا ۔

ستمبر ۱۸۹۵ - مقدس چولہ دیکھنے کے لئے حضور ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے ۔

جنوری ۱۸۹۶ - حضور نے ایک اشتہار کے ذریعہ حکومت کو جمعہ کی تعطیل کی تحریک فرمائی ۔

مارچ ۱۸۹۶ - والیٔ کابل امیر عبدالرحمٰن کے نام خط لکھا ۔

۱۸۹۶ - ہندوستان کے تمام قابلِ ذکر مخالفین کو دعوتِ مباہلہ ۔

دسمبر ۱۸۹۶ - جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں حضور کا مضمون پڑھا گیا اور "مضمون بالا رہا" کا نشان ظاہر ہوا ۔

جنوری ۱۸۹۷ - عیسائیوں کو چالیس دن کے روحانی مقابلہ کا چیلنج دیا ۔

۲۲ جنوری ۱۸۹۷ - "انجام آتھم" میں حضور نے ۳۱۳ صحابہ کے نام درج فرمائے ۔

۲۸ " ۱۸۹۷ - پادریوں کو ۱۰۰۰ روپے کا انعامی چیلنج ۔

۶ مارچ ۱۸۹۷ - لیکھرام کی ہلاکت پر نشانِ الٰہی کا ظہور ہوا ۔

۸ اپریل ۱۸۹۷ - لیکھرام کے قتل کے سلسلہ میں حضور کے گھر کی تلاشی لی گئی ۔

مئی ۱۸۹۷ - سلطنتِ ترکی میں انقلاب کی پیشگوئی ۔

جون ۱۸۹۷ - قادیان جلسۂ احباب منعقد ہوا ۔

۱۵ جولائی ۱۸۹۷ - مخالفین کو استخارہ کی درخواست ۔

اگست ۱۸۹۷ - حضور پر مقدمہ اقدامِ قتل کا اندراج اور حضور کا سفر بٹالہ ۔

" ۱۸۹۷ - حضور کی باعزت بریت ۔

۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ - قادیان میں مثالی درسگاہ کے قیام کے لئے بذریعہ اشتہار تحریک ۔

۸ اکتوبر ۱۸۹۷ - جماعت کے سب سے پہلے اخبار "الحکم" کا اجراء ۔

۳ جنوری ۱۸۹۸ - حضور نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا افتتاح فرمایا ۔

۲۴ جنوری ۱۸۹۸ - عیسائیوں کو اپنے الہامات کی نسبت ایک ہزار روپے کا چیلنج ۔

۷ جون ۱۸۹۸ - جماعت کے نام رشتہ و ناطہ کے متعلق احکام پر مشتمل اشتہار شائع کیا ۔

۷ ستمبر ۱۸۹۸ - مقدمہ انکم ٹیکس اور اس سے بریت ۔

اکتوبر ۱۸۹۸ - امنِ عامہ کے قیام کے لئے وائسرائے ہند کے نام میموریل ۔

دسمبر ۱۸۹۸ - گورداسپور اور دھاریوال کا سفر اختیار کیا ۔

فروری ۱۸۹۹ - مقدمہ نقضِ امن سے حضورؑ کی بریت ۔

اگست ۱۸۹۹ - زمانۂ ماموریت کا پہلا پورے قد کا فوٹو لیا گیا ۔

۲ فروری ۱۹۰۰ء - حضورؑ کی تحریک پر عید الفطر کے موقعہ پر ایک ہزار احمدیوں کا اجتماع (جلسۂ احباب)

۱۰ " ۱۹۰۰ - جنگِ ٹرانسوال کے زخمیوں کے لئے چندہ کی تحریک ۔

۱۱ اپریل ۱۹۰۰ - خطبۂ الہامیہ کا زبردست علمی نشان ظاہر ہوا ۔

۴ مئی ۱۹۰۰ - "معصوم نبی" کے عنوان سے زبردست مضمون تحریر فرمایا ۔

۲۸ مئی ۱۹۰۰ - منارۃ المسیح کے لئے چندہ کی تحریک کا اشتہار ۔

۲۰ جولائی ۱۹۰۰ - پیر مہر علی شاہ صاحب کو تفسیر نویسی کا چیلنج ۔

۴ نومبر ۱۹۰۰ - بذریعہ اشتہار جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ رکھا گیا ۔

۱۵ جنوری ۱۹۰۱ - "ریویو آف ریلیجنز" کے اجراء کا اعلان فرمایا ۔

۱۷ مارچ ۱۹۰۱ - اشتہار کے ذریعہ طاعون سے لوگوں کو ہوشیار کیا ۔

۹ ستمبر ۱۹۰۱ - حضور نے ایک اشتہار کے ذریعہ اپنی کتب کا امتحان لینے کی تحریک فرمائی ۔

۲۰ نومبر ۱۹۰۱ - حضور کی نظم فونوگراف میں ریکارڈ کی گئی ۔

۵ مارچ ۱۹۰۲ - بذریعہ اشتہار حضور نے ماہوار جماعتی چندوں کے لئے مستقل نظام کی بنیاد رکھنے کا اعلان فرمایا ۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ - ہفت روزہ "البدر" کا اجراء ۔

جنوری ۱۹۰۳ - کرم دین جہلمی کی طرف سے حضور پر مقدمہ اور حضورؑ کی بریت ۔

〃 ۱۹۰۳ - رؤیا کے ذریعہ روس کا عصا ملنے کی اطلاع دی گئی ۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۳ - منارۃ المسیح اور بیت الدعا کا حضور نے سنگِ بنیاد رکھا ۔

۲ نومبر ۱۹۰۴ - دعویٰ مثیلِ کرشن ۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ - دہلی میں اولیاء اللہ کی قبور پر دعا ۔

۱۹۰۵ - بہشتی مقبرہ کا قیام اور اس میں دفن ہونے کے شرائط ۔

۲۹ جنوری ۱۹۰۶ - صدر انجمن احمدیہ کا قیام ۔

جنوری ۱۹۰۶ - مدرسہ احمدیہ کا آغاز

جون ۱۹۰۶ - پادری احمد مسیح کو مباہلہ کا چیلنج ۔

۷ مئی ۱۹۰۷ - بذریعہ اشتہار جماعتِ احمدیہ کو ملکی شورش میں امن کے ساتھ رہنے کی تلقین

۲ دسمبر ۱۹۰۷ - آریہ سماج لاہور کی مذہبی کانفرنس میں حضور کا مضمون پڑھا گیا ۔

۹ مئی ۱۹۰۸ - الہام " اَلرَّحِیْل ثُمَّ الرَّحِیْل "

۱۷ مئی ۱۹۰۸ - پبلک لیکچر اور رؤسائے لاہور کو پیغامِ حق ۔

۲۸ مئی ۱۹۰۸ - احبابِ جماعت سے حضورؑ کا آخری خطاب ۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء - ۱۰½ بجے صبح ۷۳ سال کی عمر میں وفات ۔

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء - شام چھ بجے بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مُبشّر اولاد !

پہلی بیوی حُرمت بی بی صاحبہ کے بطن سے

۱ - صاحبزادہ مرزا سلطان احمد (۱۸۵۶ء تا ۱۹۳۱ء)

۲ - صاحبزادہ مرزا فضل احمد (۱۸۶۰ء تا ۱۹۰۲ء)

حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے بطن سے (مُبشّر اولاد)

۱ - صاحبزادی عصمت (مئی ۱۸۸۶ء تا جولائی ۱۸۹۱ء)

۲ - بشیر اوّل (۷ اگست ۱۸۸۷ء تا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء)

۳ - حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ ۔ (۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء تا ۸/۷ نومبر ۱۹۶۵ء)

۴ - صاحبزادی شوکت (۱۸۹۱ء تا ۱۸۹۲ء)

۵ - حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے رضؓ (۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء تا ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء)

۶ - حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضؓ (۲۴ مئی ۱۸۹۵ء تا ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء)

۷ - حضرت نواب مبارکہ بیگم رضؓ (۲ مارچ ۱۸۹۷ء تا ۲۳/۲۲ مئی ۱۹۷۷ء)

۸ - حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد (۱۴ جون ۱۸۹۹ء تا ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء)

۹ - صاحبزادی امۃ النصیر (۲۸ جنوری ۱۹۰۳ء تا ۳ دسمبر ۱۹۰۳ء)

۱۰ - حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم رضؓ (۲۵ جون ۱۹۰۴ء تا ۱۹۸۷ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(کی)

گراں قدر تصنیفات

نمبر شمار	نام کتاب	سنِ اشاعت
۱	ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	۱۸۷۶
۲	پرانی تحریریں	۱۸۷۹
۳	براہین احمدیہ حصہ اوّل	۱۸۸۰
۴	〃 حصہ دوم	۱۸۸۰
۵	〃 〃 حصہ سوم	۱۸۸۲
۶	〃 〃 حصہ چہارم	۱۸۸۴
۷	سُرمہ چشم آریہ	مارچ ۱۸۸۶
۸	شحنۂ حق	۱۸۸۷
۹	سبز اشتہار	دسمبر ۱۸۸۸
۱۰	فتح اسلام	۱۸۹۰
۱۱	توضیح مرام	۱۸۹۰
۱۲	ازالۂ اوہام حصہ اول	۱۸۹۱
۱۳	〃 〃 حصہ دوم	۱۸۹۱
۱۴	الحق مباحثہ لدھیانہ	جولائی ۱۸۹۱
۱۵	الحق مباحثہ دہلی	اکتوبر ۱۸۹۱
۱۶	آسمانی فیصلہ	دسمبر ۱۸۹۱
۱۷	نشانِ آسمانی	مئی ۱۸۹۲
۱۸	آئینہ کمالاتِ اسلام	۱۸۹۲ - ۹۳
۱۹	برکات الدعا	اپریل ۱۸۹۳
۲۰	سچائی کا اظہار	مئی ۱۸۹۳
۲۱	حُجۃ الاسلام	مئی ۱۸۹۳
۲۲	جنگِ مقدس	مئی ۱۸۹۳
۲۳	شہادت القرآن	۱۸۹۳
۲۴	تحفۂ بغداد	جولائی ۱۸۹۳
۲۵	کرامات الصادقین	۱۸۹۳
۲۶	حمامۃ البشریٰ	۱۸۹۳
۲۷	نور الحق حصہ اوّل	فروری ۱۸۹۴
۲۸	〃 〃 حصہ دوم	مئی ۱۸۹۴
۲۹	اتمام الحُجّۃ	جون ۱۸۹۴
۳۰	سِرّ الخلافۃ	جولائی ۱۸۹۴
۳۱	انوار الاسلام	ستمبر ۱۸۹۴
۳۲	مِنن الرحمٰن	مئی ۱۸۹۵
۳۳	ضیاء الحق	مئی ۱۸۹۵
۳۴	نور القرآن حصہ اوّل	جون ۱۸۹۵
۳۵	〃 〃 حصہ دوم	دسمبر ۱۸۹۵
۳۶	معیار المذاہب	۱۸۹۵
۳۷	آریہ دھرم	نومبر ۱۸۹۵
۳۸	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵
۳۹	اسلامی اُصول کی فلاسفی	دسمبر ۱۸۹۶
۴۰	انجامِ آتھم (رسائل اربعہ)	۱۸۹۶
۴۱	سراج منیر	مارچ ۱۸۹۷
۴۲	اِستفتاء	مئی ۱۸۹۷
۴۳	حجۃ اللہ	مارچ ۱۸۹۷
۴۴	تحفہ قیصریہ	مئی ۱۸۹۷
۴۵	جلسۂ احباب	جون ۱۸۹۷
۴۶	محمود کی آمین	جون ۱۸۹۷
۴۷	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	جون ۱۸۹۷
۴۸	کتاب البریّہ	جنوری ۱۸۹۸
۴۹	البلاغ	۱۸۹۸
۵۰	ضرورت الامام	اکتوبر ۱۸۹۸
۵۱	نجم الہُدیٰ	نومبر ۱۸۹۸
۵۲	رازِ حقیقت	〃 ۱۸۹۸
۵۳	کشف الغطاء	دسمبر ۱۸۹۸
۵۴	ایام الصلح	اگست ۱۸۹۸
۵۵	حقیقۃ المہدی	فروری ۱۸۹۹
۵۶	مسیح ہندوستان میں	اپریل ۱۸۹۹
۵۷	ستارۂ قیصریہ	اگست ۱۸۹۹
۵۸	تریاق القلوب	۱۸۹۹
۵۹	تحفۂ غزنویہ	۱۹۰۰
۶۰	روئداد جلسہ دعا	فروری ۱۹۰۰
۶۱	خطبہ الہامیہ	اپریل ۱۹۰۰
۶۲	لجّۃ النور	۱۹۰۰
۶۳	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد	مئی ۱۹۰۰
۶۴	تحفہ گولڑویہ	جولائی ۱۹۰۰
۶۵	اربعین (۴ جلد) (اوّل۔ دوم۔ سوم۔ چہارم)	دسمبر ۱۹۰۰
۶۶	اعجاز المسیح	فروری ۱۹۰۱
۶۷	ایک غلطی کا ازالہ	نومبر ۱۹۰۱
۶۸	دافع البلاء	اپریل ۱۹۰۲
۶۹	الہُدیٰ	جون ۱۹۰۲
۷۰	نزول المسیح	اگست ۱۹۰۲
۷۱	کشتی نوح	اکتوبر ۱۹۰۲
۷۲	تحفۃ الندوۃ	〃 ۱۹۰۲
۷۳	اعجاز احمدی	نومبر ۱۹۰۲
۷۴	تحکیم ربانی کا ریویو (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی)	نومبر ۱۹۰۲
۷۵	مواہب الرحمٰن	جنوری ۱۹۰۳
۷۶	نسیم دعوت	فروری ۱۹۰۳
۷۷	سناتن دھرم	مارچ ۱۹۰۳
۷۸	تذکرۃ الشہادتین	اکتوبر ۱۹۰۳
۷۹	سیرۃ الابدال	دسمبر ۱۹۰۳
۸۰	لیکچر لاہور	ستمبر ۱۹۰۴
۸۱	لیکچر سیالکوٹ	اکتوبر ۱۹۰۴
۸۲	احمدی و غیر احمدی میں فرق	دسمبر ۱۹۰۵
۸۳	لیکچر لدھیانہ	نومبر ۱۹۰۵
۸۴	الوصیّۃ	دسمبر ۱۹۰۵
۸۵	چشمۂ مسیحی	مارچ ۱۹۰۶
۸۶	تجلیاتِ الٰہیّہ	مارچ ۱۹۰۶
۸۷	قادیان کے آریہ اور ہم	فروری ۱۹۰۷
۸۸	براہین احمدیہ حصہ پنجم	فروری ۱۹۰۵
۸۹	حقیقۃ الوحی	۱۹۰۶
۹۰	چشمۂ معرفت	جنوری ۱۹۰۸
۹۱	پیغامِ صلح	مئی ۱۹۰۸

تصحیح

بدر مجریہ ۱۳/۲۰ فروری کے صفحہ ۷ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم جو جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر پڑھی گئی تھی شائع ہوئی ہے ۔ اس نظم کا پانچواں شعر اس طرح پڑھا جائے :-

اس کی دھرتی تھی آکاشی، اُس کی پرجا تھی پرکاشی

جس کی صدیاں تھیں متلاشی، گلی گلی کا وہ منظر تھا

(۲)

سولہویں (۱۶) شعر میں " منارے " کی بجائے " مینارے " پڑھا جائے ۔

احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔

(ادارہ)

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام کی ادائیگی!

از محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصّہ عطا فرمائے ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد اور عورت بیمار ہوں نیز ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ ان کے روزے مقبول ہوں۔ اور جو کمی کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت احمدیہ بھارت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کروانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کریں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین ۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

تمام مجالس انصار اللہ بھارت کے لئے ضروری اعلان

بہت سی مجالس کی ماہوار رپورٹیں مرکز سلسلہ میں نہیں پہنچ رہی ہیں۔ تمام مجالس انصار اللہ کے زعماء کرام اِس بارہ میں توجہ فرمائیں تاکہ اِس شکایت کا جلد ازالہ ہو سکے۔

جماعتوں کے اُمراء کرام۔ صدر صاحبان۔ مبلغین و معلمین سلسلہ سے بھی اس سلسلہ میں خصوصی نگرانی و تعاون کی درخواست ہے۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ قادیان

ناظمین اطفال

اطفال الاحمدیہ کی ماہانہ رپورٹیں ہر ماہ بروقت ارسال کریں۔

مُہتمم اطفال
خُدام الاحمدیہ بھارت